وسط ایشیا کے مغل حکمران

قاضی محمد اقبال چغتائی بائیقرہ

قاضی محمد اقبال چغتائی۔ بایقرہ

چغتائی ادبی ادارہ، لاہور۔

ناشر : چغتائی ادبی ادارہ
III-C-۴۶ گلبرگ III لاہور

مطبع : اظہر سنز پرنٹرز
مزنگ چونگی لاہور۔

تعداد اشاعت : ۵۰۰

صفحات : ۱۰۴

قیمت : ۱۰۰ روپے

فہرست

حصہ دوم

پیش لفظ

چنگیز خاں سے پہلے کے مغلوں کے حالات یکجا کہیں نہیں ملتے۔ ان کے حالات کہانیوں کی شکل میں اگلی نسلوں تک پہنچے۔ یہ کہانیاں چینی اور مسلمان مصنفین نے اپنے اپنے تاریخی پس منظر میں پیش کیں۔ میرے فاضل دوست قاضی محمد اقبال صاحب نے جو تیموری خانوادے سلطان حسین بایقرا (م ۵۰۶ھ) والئے ہرات کی نسل سے ہیں ان کے حالات کو اُردو میں یکجا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ چنگیز خاں و امیر تیمور اور انکے کے جانشینوں کا ذکر مختصر مگر تسلسل کے ساتھ بیان کر کے اپنی جگہ قابلِ صد ستائش اقدام کیا ہے۔

چنگیز خاں کے بعد اس کی سلطنت ٹوٹ پھوٹ گئی۔ تمام جانشین ایک دوسرے سے لڑ لڑ کے مر گئے۔ کسی نے ۴۰ سال سے زیادہ عمر نہیں پائی۔ اس کی اولاد میں سے جو وسط ایشیا اور مغربی علاقوں میں حکمران بنے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمان ہو گئے جو مشرقی علاقوں پر حکمران رہے انہوں نے بدھ مت اختیار کیا۔

امیر تیمور کی وفات کے بعد اس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس کا بڑا حصّہ اس کے فرزند شاہ رُخ کے حصّے میں آیا۔ شاہ رخ کی وسعتِ سلطنت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تیس بڑے شہروں میں اس کے نام کے سکے مضروب ہوتے تھے۔ اس کی ملکہ گوہر شاد بھی بڑی قابل خاتون تھی وہ تیموری روایات کے مطابق اہل علم کی بڑی قدردان تھی۔ اس کا ایک بیٹا مرزا بائسنغر

بڑا خطاط تھا۔ دوسرا بیٹا الغ بیگ علم فلکیات کا ماہر تھا۔ اس نے سمرقند کی مشہور رسدگاہ بنوائی۔

الغ بیگ ۱۴۴۹ء میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کی سلطنت کے بڑے حصے ہرات اور سمرقند پر ابوسعید مرزا حکمران ہوا۔ اس کا دارالحکومت علم و فضل کا گہوارہ بنا رہا۔ ماوراالنہر کے عظیم نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرارؒ سلطان ابوسعید کے سرپرست تھے۔ ظہیرالدین بابر کا والد عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بھی ان کا مرید تھا۔ انھوں نے ہی بابر کا نام ظہیرالدین رکھا تھا۔ وہ اس کے عقیقہ کی تقریب میں شامل ہوئے۔

اس کے بعد تیمور کے فرزند عمر شیخ کا پڑپوتا ابوالغازی حسین مرزا جو تاریخ میں سلطان حسین بائیقرا کے نام سے مشہور ہے ہرات میں تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیرِ اعظم میر علی شیر نوائی چغتائی ترکی زبان کا سب سے بڑا ادیب تھا۔ فارسی زبان کا نامور شاعر مولانا عبدالرحمٰن نورالدین جامی بھی ابوالغازی سلطان حسین بائقرا کے دربار میں موجود رہے۔ ایک روایت کے مطابق سلطان اُن کا مرید تھا۔ ابوالغازی کے دربار میں اس زمانے کے بہت سے اہلِ فضل و کمال جمع تھے۔ اس کے دربار کو علمی اکیڈیمی ہونے کا گمان گزرتا تھا۔

ظہیرالدین بابر کی تزکِ بابری علم و ادب کا مرقع سمجھی جاتی ہے۔ ترکی زبان کے چغتائی لہجے میں صرف میر علی شیر نوائی اس سے آگے نکلا ہے اور کوئی ادیب اس کی گردِ پا کو نہیں پہنچ سکا۔ بابر کے فرزند ہمایوں کو علم ہیئت پر دسترس حاصل تھی اور بڑا اچھا زائچہ بنا لیتا تھا۔ اس نے اپنی جان اسی شوق میں گنوائی ۔ وہ زہرہ سیارے کے طلوع کا منظر دیکھنے شیر منڈل کی چھت پر موجود تھا۔ مغرب کی اذان سن کر وہ مسجد جانے کے لئے سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا کہ اچانک اس کی تہا اس کے پاؤں

تلے آ گئی۔ اور وہ گر گیا اور اسی صدمے سے جاں بحق ہو گیا۔ اس کا بھائی مرزا
کامران صاحبِ دیوان شاعر تھا۔ پروفیسر محفوظ الحق نے اس کا دیوان شائع کر دیا ہے
اکبرِ اعظم کے دربار پر بھی علمی اکیڈمی ہونے کا گمان گزرتا ہے۔ ابوالفضل،
فیضی، عُرفی، عبدالرحیم خان خاناں، حکیم ابوالفتح، میاں تان سین، نظیری اور شاہ
فتح اللہ شیرازی جیسے فضلاء اس دربار میں موجود تھے۔ جہانگیر فنِ مصوری پر سند
سمجھا جاتا ہے۔ اس کی تزک فارسی ادب کا بہترین مرقع ہے۔ شاہجہاں کا ذوق تاج محل
جامع مسجد دہلی، لال قلعہ، شالامار باغ، شیشی محل اور جامع مسجد ٹھٹھہ کی صورت میں
منصۂ شہود پر آیا۔ اس کے فرزند دارا شکوہ نے تصوّف اور تقابل ادیان پر متعدد
کتابیں تصنیف کیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے رقعات کا شمار فارسی کے ادب عالیہ
میں ہوتا ہے۔ ان حکمرانوں کے علاوہ شہزادوں اور شہزادیوں نے بھی متعدد کتابیں اپنی
یادگار چھوڑی ہیں۔ غرضیکہ خانوادۂ تیمور نے علمی میدان میں جتنا کام کیا ہے اتنا اور
اور کسی شاہی خانوادے کے حصّے میں نہیں آیا۔

قاضی محمد اقبال صاحب نے مغلوں اور علمی خانوادے کے سربراہ امیر تیمور گورگان کی حیات
اور کارناموں کو اردو زبان میں بیان کر کے ہمیں اس کے کارناموں سے روشناس کرایا ہے قاضی
صاحب کا اسلوب نگارش منفرد ہے اور ان کی زبان بڑی سلیس اور عام فہم ہے۔ جن لوگوں نے
ابوالکلام آزاد جیسا اسلوب اپنایا ہے۔ انہوں نے اردو کی خدمت کے پردے میں اپنی اردو
دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ میرے نزدیک زبان جتنی عام فہم اور سلیس لکھی جائے گی اتنی ہی وہ عوام میں
مقبول ہو گی۔ انہوں نے محاورۂ زبان کا بھی خیال رکھا ہے اور کئی بار راقم سے مشورہ بھی کیا ہے
میری یہ دُعا ہے کہ ان کا کام مقبولِ عام ہو اور اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو اپنے بزرگوں پر
کام کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے (آمین)

پروفیسر محمد اسلم
سابق صدر شعبۂ تاریخ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پہلا حرف

کارِ تحقیق و تاریخ نویسی از تاجرے
باعثِ حیرت و استعجاب است

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
سابق وائس چانسلر بہاولپور یونیورسٹی
پاکستان

تاریخ بادشاہوں اور قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہوتی ہے۔ اگلے چند اوراق پر حکمران مغلوں کے متعلق مختصر جائزہ مستند تاریخی کتابوں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اس سے قدیم مغلوں کی تہذیب و ثقافت اور رسم و رواج کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔

مغل حضرت نوح علیہ السّلام کے بیٹے یافث کی اولاد کہلاتے ہیں۔ مغلوں کے ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی کا نام الانقوا تھا۔ اس کی شادی ہوئی مگر ٹوٹ گئی۔ ایک رات زور دار چمک اس کے خیمے میں داخل ہوئی اور اس کے منہ کے راستے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس کے حمل کے آثار نمودار ہوئے اور تین بچے پیدا ہوئے۔ ان میں جو حکمران ہوا وہ بوزنجر تھا۔ یہ اپنے آپ کو سورج کی اولاد کہتا تھا۔ مغلوں کی سورج پرستی کی بڑی وجہ یہی واقعہ تھا۔[1]

چنگیز خان سے پہلے کے مغلوں کے تفصیلی حالات کسی کتاب میں محفوظ نہیں۔ چنگیز خان کے متعلق بھی مسلمان مصنفین نے ہی معلومات فراہم کی ہیں۔ مسلمانوں نے اس کی محمد شاہ خوارزم کے خلاف کارروائی کا ذکر اور اس کے مظالم کی داستانیں بیان کر کے اس کو تمام دنیا میں روشناس کیا۔ چنگیز خان کی جو اولاد جو وسط ایشیا میں رہی مسلمان ہو گئے اور جو مشرقی علاقوں یا چین میں حکمران ہوئے انہوں نے بدھ مت اختیار کیا۔

طبقاتِ ناصری حصہ اوّل ص۶۶۳ کے مطابق امام رکن الدین نے چنگیزیوں کے ہاتھوں اپنی شہادت سے پہلے ایک رباعی کہی۔ جس کا مفہوم ہے "کوئی بات نہ کہہ کیونکہ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا ہے" اشارہ چنگیز خان کے سفیروں اور تاجروں کے قتل کی طرف ہے۔ جو اترار کے مقام پر محمد شاہ خوارزم کے گورنر قدر خان نے بے گناہ قتل کئے اور ان کا مال لوٹا۔

ہلاکو خان کو امیر المومنین کے وزیر احمد نے حملہ آور ہونے کی دعوت دے کر بلایا

اور اس کے ساتھ تمام کارروائیوں میں شریک رہا۔ یہ اس کی اپنی دشمنی جو امیر المومنین کے بیٹے ابوبکر کے ساتھ چلی آ رہی تھی کا نتیجہ تھا۔ ہلاکو خان کی اولاد مسلمان ہوکر ایران میں حکمران رہی۔ ازاں بعد مقامی آبادی میں گم ہو گئی۔ ۲؎

امیر تیمور چھٹی نسل میں قراچار نوئیاں (سپہ سالار امیر الامراء چنگیز خان) کی اولاد تھا۔ جبکہ چنگیز خان اور قراچار نوئیاں دونوں ہی چوتھی پشت میں تومنہ خان کی اولاد تھے۔

تومنہ خان کے دو بیٹوں قبل خان اور کچولا بہادر کے درمیان پشت در پشت عمل کرنے کے لئے ایک معاہدہ "التمہ تومنہ" کے نام سے تحریر کیا گیا۔ جس میں طے ہوا کہ قبل خان کی اولاد میں خاقان اور کچولا بہادر کی اولاد میں امیر الامراء ہی بنتے رہیں گے۔ اسی معاہدے کی رو سے چنگیز خان خاقان اور قراچار نوئیاں سپہ سالار امیر الامراء بنے۔ یہ معاہدہ جو لوہے کی ایک پلیٹ پر تحریر تھا چنگیز خان نے خزانے سے منگوا کر سب کو دکھایا اور اپنے بیٹے چغتائی خان کو اس پر عمل کرتے ہوئے قراچار نوئیاں کو شریک حکومت رکھنے کی وصیت کی۔ دوسری دفعہ تغلق تیمور نے یہ تحریر امیر تیمور کو بھی دکھائی۔ ۳؎

امیر تیمور نے بعد میں اس معاہدے کو تنسیخ شدہ قرار دے دیا کہ اس کے دادا برکل نوئیاں نے امارت چھوڑ کر کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ مگر وہ ایک چنگیزی "محمود" کو برائے نام خاقان بنا کر تمام اختیارات خود استعمال کرتا رہا۔ محمود کی والدہ سے امیر تیمور نے شادی کر لی تھی۔ ۴؎

امیر تیمور کے پڑپوتے ابوسعید مرزا نے وسط ایشیا اور اس کے پوتے محمد ظہیر الدین مرزا بابر نے ہندوستان میں غیر معمولی جدوجہد کے بعد بڑی بڑی حکومتیں قائم کر کے اپنے آباؤ اجداد کا نام روشن کیا۔ یورپی مصنفین نے بابر کو "شیر" کا خطاب دیا۔

حواشی مقدمہ

۱۔ مغلیہ دور حکومت ص۴۴ ۔ اکبر نامہ ص۱۷۸

۲۔ طبقات ناصری دوم ص۲۴۳

۳۔ مغلیہ دور حکومت ص۴۵ ، توزک تیمور ص۲۸

۴۔ امیر تیمور (ہیرلڈ لیم) ص۲۶۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؒ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیج کر انسانی زندگی کا سلسلہ شروع کیا۔ جب انسانی نسل بڑھنے لگی تو خوراک اور دوسری ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے پھیلنے شروع ہوئے تو آپس کی جنگوں کا آغاز ہوا۔ جنگلی پھلوں، جنگلی جانوروں اور پرندوں کے گوشت اور دوسری قدرتی خوراک کی کمی کو پالتو بھیڑ بکریوں کے دودھ اور گوشت سے پورا کیا گیا۔

طاقتور انسانوں نے کمزوروں کے حقوق پامال کر کے نظریہ طاقت کو فروغ دیا۔ اس نظریہ کے تحت دنیا کے مختلف حصوں میں بادشاہتیں قائم ہو ہو کر ختم ہو گئیں۔ منگولیا کے باشندے جب نئی چراگاہوں کی تلاش میں ملک سے باہر نکلے تو منگولوں سے مغل کہلائے۔ ان مغلوں نے بھی نظریہ طاقت پر عمل کرتے ہوئے تمام ایشیا اور مشرقی یورپ تک کو فتح کر کے اپنی بادشاہتیں قائم کیں۔

شجرہ حضرت نوح علیہ السلام
عابر
طوفان نوح سے قبل فوت ہوا
یافث
اسکی نسل یورپ اور ایشیا میں پھیلی
یام
طوفان نوح میں غرق ہوگیا
سام
عرب اور امریکن اسکی نسل ہیں
حام
افریقن نسل
ترک
موس
یونان
بارج
فزر
خلج
منج
چین
نمز
کماری
(۱)
النجہ خان
تاتار
کھیوک
مغول
قرا خان
نوز خان
کن خان
ای خان
وز خان
منگلی خان
تینگیز خان
ایل خان
قیان خان
تیمور تاش
(۲)
منگلائی خواجہ
یلدوز
جوائینا بہادر
النقوی (لڑکی)
بوزنجر خان (بیٹا سونج)
بوتا خان
تومنین خان
قائدو خان
بائسنقر خان
تومنہ خان
(۳)
تومنہ خان
قبل خان
برتان بہادر
یسوکا بہادر
چنگیز خان
اکتائی خان
تولی خان
چغتائی خان
جوجی خان
کچولا بہادر
امیر ردم جی برلاس
امیر مسوغو چیچن
قراچار نوئیاں
ایجل نوئیاں
ایلنگیر نوئیاں
امیر برکل
امیر ترغا
شیریں بیگم آغا
امیر تیمور گورگان
تغلق ترخان آغا

حضرت نوح علیہ السلام اور مغل

موجودہ انسانی زندگی کا سلسلہ طوفانِ نوح کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ طوفانِ نوحؑ کے وقت اس کشتی میں کل ۸۰ لوگ (۴۰ مرد، ۴۰ عورتیں) سوار تھے۔ کشتی کے دوبارہ زمین پر اترنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ان میں سے صرف ۷ لوگ باقی بچے (حضرت نوحؑ اور اُن کے تین بیٹے سام، حام اور یافث اور اُن کی بیویاں۔ ان تینوں کی اولاد دنیا کے مختلف حصوں میں بسی اور پھیلی۔ سام کی اولاد عرب ممالک اور یورپ۔ حام کی افریقہ اور امریکہ۔ یافث کی چین، منگولیا[۱] اور ایشیا۔ منگولیا میں بسنے والے منگول ہی مغل کہلائے[۲]۔ جس میں صحرائے گوبی کا علاقہ بھی شامل تھا۔ یہ مغل قبائل اپنی آبادی میں اضافے کی وجہ سے خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اپنے پالتو جانوروں کی خوراک کے حصول کے لئے بہتر چراگاہوں کی تلاش میں خانہ بدوش زندگی بسر کرنے لگے۔ ان جانوروں میں بھیڑ، بکریاں، اونٹ اور گھوڑے شامل تھے۔ جن کا وہ دودھ پیتے اور گوشت کھاتے تھے۔ اونٹ اور گھوڑے کو باربرداری اور سواری کے لئے بھی استعمال کرتے تھے۔ ان جانوروں کی کھال کے خیمے بنا کر ان میں رہتے تھے[۳]۔

چراگاہوں کے حصول کے لئے قبائل میں جنگیں بھی ہوتی تھیں۔ جب جنگوں میں لوہے کے بنے ہوئے اسلحہ کا استعمال شروع ہوا تو اس کے بنانے والوں کی قدر بڑھ گئی۔
مغلوں کے علاقوں میں لوہا عام پایا جاتا تھا۔ اس لئے ان علاقوں میں اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم ہوگئیں اور یہ اسلحہ ساز قبائل کے سردار بن گئے۔ تلوار، کلہاڑہ اور بلم ان مغلوں کی ایجاد ہیں[۴]۔

منگولوں نے اسلحہ کے استعمال میں مہارت حاصل کی اور ان کا پیشہ سپاہ گری ہو گیا۔ گھوڑا اُن کے پاس موجود تھا۔ اس لئے گھوڑے پر سوار ہو کر لڑتے تھے۔ دوسروں کی حفاظت کے عوض خراج بھی وصول کرتے تھے۔ باپ بیٹے کو میراث میں تلوار ہی چھوڑتا تھا۔ ان کے پالتو جانوران کی دولت ہوتے تھے۔ وہ اپنے پیشے سپاہ گری کو برتر سمجھتے تھے۔[۵]

زمین حکومت کی مشترکہ ملکیت ہوتی تھی۔ کھیتی باڑی کا پیشہ منگولوں نے کبھی نہیں اپنایا۔ ایک انسان کو جانوروں کے ساتھ ہل چلاتے دیکھ کر کم ہمت اور کمتر سمجھتے تھے۔ صحرائی منگل پالیوزبان بولتے اور لکھتے تھے۔ مویشی پالتے جو ان کی ذاتی ملکیت ہوتے تھے۔ سردار اپنے لوگوں کے ساتھ خیموں میں رہتے۔ منگل اس خاقان کی ملازمت نہ کرتے جو ان کے ساتھ خیموں میں رہائش نہ رکھتے۔[۶] کھلے میدانوں میں دشمن کے آمنے سامنے لڑنے کے قائل تھے۔ قلعہ بند ہونا بزدلی سمجھتے تھے۔[۷]

منگل خاقان اپنے دربار جو روائتی شان و شوکت کے ساتھ ایک بڑے خیمے میں منعقد کرتے جسے بارگاہ کہتے تھے۔ یہ دربار عارضی قیام گاہ میں بھی منعقد کرتے تھے۔ فیصلے باہمی مشورے سے کرتے تھے۔[۸]

خاقان اپنی رعایا کا محافظ ہوتا تھا۔ ان کی عام ضروریات پوری کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا۔ خاقان کے پاس لامحدود اختیارات ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے فتنہ و فساد پر قابو پالیتا تھا۔ خاقان کے سامنے باغی پاؤں میں زنجیر ڈال کر لائے جاتے تھے۔[۹]

احسان کا بدلہ احسان سے دیتے تھے۔ دشمن کو قابو میں لانے کے بعد کوئی رعایت نہ دیتے تھے۔ خاقان اپنی اولاد کی تربیت کے لئے اتالیق مقرر کرتے تھے جو ان کو ان کی سپہ گری و قوانین حکومت سکھاتے تھے۔[۱۰]

اعلیٰ کارکردگی پر خاقان کی طرف سے اعزازات ملتے تھے۔ "ترخان" اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔ خاقان کئی کئی شادیاں کرتے تھے مگر اعلیٰ نسل کی بیوی کی اولاد اعلیٰ مقام پاتی تھی۔ اعلیٰ نسل کے مخالفین میں شادیاں کر لیتے تھے اور ان کی قدر کرتے تھے۔ دوسری حکومتوں سے تعلقات قائم کرنے کے لئے سفیر بھیجتے تھے۔ چنگیز خان نے حکومتی اختیارات اور ذمہ داریوں کو تحریر کیا اور اس پر عمل کیا اور ان تحریروں کو امیر تیمور نے بھی اپنایا[۱]۔

تومنہ خان
قبل خان
بزغان بہادر
لیسوکا بہادر
چنگیز خان
اوکتائی خان ۔ چغتائی خان ۔ تولی خاں ۔ جوجی خاں
موتیاخان ۔ عیسے منگو ۔ پائیدار ۔ سارایان
بوری ۔ الیشو دیوا ۔ کارا ہاکو
بورک
دیوا
کیشی ۔ گیک
قیدو
چپیر
پکھولا بہادر
امیر ایرم جی برلاس
امیر سوغو چچن
قرا چار نوئیاں
ایجل نوئیاں
ایلنگر نوئیاں
برکل نوئیاں
امیر ترغا
شیریں آغا ۔ امیر تیمور ۔ تغلق ترخان آغا
(گورگان)
اوش ۔ کون ۔ تاشرین ۔ دیوا ۔ قیدی ۔ عیسے بگا ۔ کابک ۔ کنجک
تغلق تیمور
خضر خواجہ ۔ الیاس خواجہ
محمد خان ۔ نقش جہاں ۔ شمع جہاں
شیر محمد ۔ شیر علی
اویس
یونس خان ۔ عیسے بگا
محمود خان ۔ احمد خان

مغل سرداروں کا شجرہ نسب (حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی اولاد)

تومنہ خان بن بائتقر۔ قیدو۔ تومنین۔ بُوقا۔ بورنجر۔ الانقوئی۔ جوئنا۔ یلدوز۔ منگلائی۔ تیمورتاس۔ تباں۔ ایل خان۔ تنگیز۔ منگلی۔ وزخان۔ ای خان۔ افوز۔ قرا۔ مغول تاتار۔ النجہ۔ ترک۔ یافث۔ تحفہ

معاہدہ تومنہ خاں

تومنہ خان نے اپنی زندگی میں اپنے دو بیٹوں جو جڑواں بھائی تھے اپنی اپنی صلاحیتوں اور باہمی رضامندی سے فیصلہ کیا کہ اس کا بیٹا قبل خان اور اسکی اولاد خاقان (بادشاہ) بنے اور دوسرا بیٹا کچولا بہادر اور اسکی اولاد ملک کا امیر (وزیراعظم اور سپہ سالار) رہیں۔ یہ فیصلہ نسل درنسل عمل درآمد کے لئے اپنی زبان "پالیو" میں تحریر کیا گیا۔ اور اس کا نام "التما تومنہ" رکھا گیا۔ چنگیز خان نے یہ معاہدہ جو ایک لوہے کی پلیٹ پر تحریر تھا وصیت کرتے وقت خزانہ سے منگوا کر سب کو دکھایا تھا اور چغتائی خان کو نصیحت کی کہ قراچار نوئیان اپنے اتالیق کو اقتدار میں شریک رکھے۔ امیر تیمور نے بظاہر اس معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ اُس کے دادا امیر برکل نوئیاں کے امارت سے کنارہ کشی کے بعد ختم ہو جانے باوجود محمود کو جو چنگیز خان کی نسل سے تھا بے اختیار خاقان بنا لیا تھا۔ تحفہ

مغلوں کی ابتداء اور واقعات

مغل (منگول) کی دوسری شکل ہے۔ یعنی منگولیا کے رہنے والے۔ شروع میں یہ لفظ "منگ کول" تھا۔ جس کا مفہوم بہادر لوگ تھا۔ ان قدیم مغلوں کا وطن منگولیا تھا۔ یہ چین کے شمال میں واقع ہے۔ چنگیز خان کے زمانے تک یہاں کے مغل قبائل صحرائے گوبی سے کوریا کے ساحل تک پھیل چکے تھے۔ مسلمانوں کی آمد سے پہلے وسط ایشیا میں ترکستان، تاشقند، سمرقند اور فرغانہ پر بھی حکمرانی کی۔ ان خانہ بدوش شاہسواروں نے چین فتح کیا تھا۔ دیوارِ چین ان مغلوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے ہی بنائی گئی تھی۔ یہ لوگ ریوڑ پالتے تھے۔ گھوڑوں پر سوار رہتے ۔۔ اپنے جانوروں کے لئے گھاس کی تلاش میں خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ جانوروں کا گوشت کھاتے۔ دودھ پیتے اور کھال کے خیمے بنا کر اُن میں رہائش رکھتے تھے۔ (امیر تیمور (ہیرلڈ لیم) ص ۲۵۴

نئی چراگاہوں پر قبضہ کے لئے پہلے قابضین سے جنگیں بھی کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا پیشہ جنگجوئی تھا۔ تمام لوگ گھڑسواری کے ماہر تھے۔ ان کے علاقوں میں لوہا پایا جاتا تھا۔ اس سے ضرورت کے مطابق اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کر رکھی تھیں۔ تلوار، کلہاڑہ اور بَم ان مغلوں کی ایجاد ہیں۔ تاریخ مغلیہ، ص ۶۲ ، پہچان، ص ۸

اسلحہ بنانے والے لوگوں کی زیادہ عزت کی جاتی تھی۔ تیمور چی (چنگیز خان) اسی لوہار قبیلے کا فرزند تھا۔ طبقات ناصری (انگریزی) ص ۸۹۲ (تاریخ مغلیہ، ص ۸۱)

ایک پادری ولیم روبرگ ۔ بہلا یورپی باشندہ تھا جس نے مغلوں کی سرزمین میں داخل ہونے کی جرأت کی۔ اس نے چشم دید حالات قلمبند کئے۔ وہ لکھتا ہے۔ یہ لوگ شہر نہیں بساتے

ان کے گھر سفید نمدہ اور بانسوں سے بنے ہوئے، بیل گاڑیوں پر لدے ہوئے سفر میں رہتے ہیں۔ جو بیس بیس فٹ چوڑی ہوتی ہیں۔ گھر کا سامان اونٹوں پر لادے رکھتے ہیں۔ شادی شدہ عورتوں کو خوشنما گاڑیاں دی جاتی ہیں۔ ایک لڑکی بیس بیس گاڑیاں چلالیتی ہے۔ گاڑیاں ایک دوسری سے بندی ہوتی ہیں۔ گھر میں مالک کا بستر بڑے دروازے کے مقابل ہوتا ہے۔ مالک کے سرہانے نمدے کا بنا ایک گڈا لٹکا رہتا ہے جو اس کا بھائی کہلاتا ہے۔ گرمیوں میں چاول کی شراب اور سردیوں میں گھوڑی کا دودھ پیتے ہیں۔ یہ مشروب پینے سے پہلے تھوڑا سا اس گڈے پر چھڑکا جاتا ہے۔

امیر تیمور (ہیرلڈلیم) ص ۲۵۶

فتح کے بعد جشن یا ضیافت میں ضرورت سے زیادہ شراب پیتے ہیں۔ جاڑوں میں پشم کے کم از کم دو لباس پہنتے ہیں۔ پہاڑی بکروں کے سینگوں کے پیالے بناتے ہیں۔ بیویاں خریدی جاتی ہیں۔ بیواؤں کی شادیاں نہیں کرتے۔ کپڑے نہیں دھوتے کہ خدا ناراض ہوتا ہے۔ آسمانی بجلی سے بہت ڈرتے ہیں۔ بیمار کے مکان پر نشان لگادیتے ہیں۔ جس کے بعد کوئی بھی اس طرف نہیں جاتا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آنے والے کے ساتھ بد روحیں یا مضر ہوائیں اندر داخل ہوجاتی ہیں۔

امیر تیمور (ہیرلڈلیم) ص ۲۵۱

چودھویں صدی کے ایک مصنف نے مغلستان کے حالات اس طرح بیان کئے ہیں۔

تمام آبادی خانہ بدوش چرواہوں پر مشتمل تھی۔ قدرتی گھاس پھوس پر اپنے جانور پالتے تھے۔ زراعت کا پیشہ ابھی تک اختیار نہیں کیا تھا۔ سولہ صدی تک خیموں میں بستے تھے۔ قلعے نہیں بناتے تھے کہ قلعہ بند ہو کر لڑنا بزدلی سمجھتے تھے۔ پرانے بنے ہوئے مکان بھی ویران پڑے تھے۔

تاریخ رشیدی، ص ۵۷

چنگیز خان کے دور کے مغل قبائل،

ارغوان، برلاس، لوہار، ترخان، کلچی، تغائی۔ کورائی، قازق، ترکمان، قپچاق، بوزنجر، تاتار، تویکی، تاتیر، ایغور، سلجوق، جلائر، سلادوزی، ارلات وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ رشیدی، ص ۵۵

حواشی (مغلوں کی ابتدا اور واقعات)

۱۔ امیر تیمور رہبر لڈیم ص۲۵۴

۲۔ تاریخ مغلیہ ص۶۲، پہچان ص۸

۳۔ طبقاتِ ناصری انگریزی ص۸۹۲، (تاریخ مغلیہ ص۸۱

۴۔ امیر تیمور رہبر لڈیم ص۲۵۶

۵۔ امیر تیمور رہبر لڈیم ص۲۵۱

۶۔ تاریخ رشیدی ص۵۷

۷۔ تاریخ رشیدی ص۵۵

چنگیز خان

چنگیز خان جس کا اصل نام تموچن (یعنی لوہار) تھا۔ یسوکا بہادر بن برتان بہادر بن قبل خان بن تومنہ خان کے ہاں ۲۶ر جنوری ۱۱۵۴ء میں ایرق نامی شہر میں پیدا ہوا۔ اس کے بزرگ لوہے کا کام کرتے اور اسلحہ بناتے تھے۔ ان کا علاقہ "خطا" پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک شاداب وادی تھا۔ جس کے درمیان ایک پانی کا چشمہ بھی تھا۔ اس شاداب وادی سے نکلنے کا صرف ایک راستہ (درہ) تھا جس پر التموف خان نامی ایک سردار کے لوگوں کا قبضہ تھا۔ وہ لوگ وادی میں بسنے والوں سے اس قبضہ کے عوض خراج بھی وصول کرتے تھے۔ جب تیمورچی ۱۳ برس کا تھا، اس کا باپ مرگیا اور وہ روائتی طور پر وادی کے تمام قبیلوں کا سردار بن گیا۔ جلد ہی سردار کا تجربہ کار مشیر اعلیٰ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا تو اس کا جوان سال بیٹا قراچار نوئیاں مشیر بنا۔ دوسرے قبیلوں نے دونا تجربہ کار حکمرانوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اسی دوران تیمورچی ایک دشمن قبیلہ کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ مگر جلد ہی قراچار نوئیاں کی مدد اور حکمت عملی سے نجات حاصل کرلی۔[1]

چنگیز خان نے دوبارہ تمام قبائل پر اپنی سرداری قائم کرلی۔ اب ان کو اپنی ضروریات وادی کے اندر پوری کرنے کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ ان کی آبادی بہت بڑھ چکی تھی۔ وادی سے باہر دشمن نکلنے نہیں دیتا تھا۔ تیمورچی نے اپنے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے وعدہ لیا کہ وہ اپنے

اندر برائیوں کی اصلاح کریں گے۔ یعنی زنا، جھوٹ، بد دیانتی اور دوسری تمام برائیاں چھوڑ دیں گے تو وہ ان کی مدد کرے گا۔[۱۲]

تیمورچی نے اپنے تمام قبیلوں کی تنظیم کی اور انکو برائیوں سے پاک کر دیا۔ سب سے پہلے اس نے اس فوج کے خلاف اقدام کرنے کا فیصلہ کیا جو ان قبائل کو محصور کئے ہوئے تھی۔ منصوبے کے تحت اس نے اپنے تمام لوگوں کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا۔ چوتھے دن منظم ہو کر اچانک نگران دشمن پر حملہ کر کے تمام کو مار بھگایا۔ التون خان جو اپنے علاقہ میں بہت دور تھا۔ خبر ملی تو اپنی نگران فوج کی شکست سے دل برداشتہ ہو گیا۔ کوئی اقدام نہ کر سکا۔ یہ پہلی فتح بغیر کسی نقصان کے حاصل ہو گئی فاتحین نے حوصلہ پا کر خود التون خان کے دارالحکومت کا محاصرہ کر لیا۔ تین ماہ کے محاصرے کے بعد دوسری فتح بھی حاصل ہو گئی اور التون خان مارا گیا۔ اس فتح کے بعد بے شمار دولت بھی حاصل ہوئی تمورچی نے تمام صحرائی علاقے کا حاکم اعلیٰ بننے کے بعد چنگیز خان کا لقب اختیار کیا۔[۱۳] [۱۴]

خوارزم، خراسان اور ماوراءالنہر کے ایک مسلمان حکمران سلطان محمد شاہ کو چین فتح کرنے کا خیال ہوا۔ اس نے اپنا ایک سفیر حالات معلوم کرنے کے لئے چنگیز خان کے پاس بھیجا جو تحائف بھی لایا۔ چنگیز خان نے سفیر کی آمد کو اپنے لئے فخر سمجھا اور اپنے مدِ مقابل خاندان التون خان کے بیٹے اور چچا کو جو اس کی قید میں تھے، بلا کر سفیر سے ملوایا کہ دیکھیں چنگیز خان کے پاس اتنی بڑی سلطنت کے سفیر کی آمد سے اس کی عزت افزائی ہوئی ہے۔[۱۵] چنگیز خان نے اس عزت افزائی کو دوستی میں مستحکم کرنے کی خاطر جوابی تحائف اور ایک سو اونٹوں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ بھی روانہ کیا۔ راستہ میں محمد شاہ کے ایک حاکم قدر خان نے قافلے کو روک کر شاہ کو اطلاع دی کہ یہ لوگ جاسوسی کے لئے آئے ہیں اس لئے قابلِ

قتل ہیں۔ سلطان نے بلا تحقیق اجازت دے دی۔ اس قافلے کا ایک ساربان جو حمام میں تھا بھٹی کے راستے نکل کر چنگیز خان کے پاس پہنچا اور واقعہ بیان کیا۔ [۱۶]

چنگیز خان نے انتقام کی خاطر سات لاکھ پر مشتمل ایک لشکر روانہ کیا جس نے اترار پہنچ کر تمام آبادی کو شہید کر دیا اور یکے بعد دیگرے سمرقند، بخارا، ہرات، نیشاپور، ماژندران کو تہ تیغ کیا۔ مگر سلطان محمد شاہ اُن کے قابو میں نہ آیا۔ وہ بھاگ کر ایک جزیرے میں چھپ گیا اور چنگیز خان کا لشکر عراق کی طرف چلا گیا۔ [۱۷]

سلطان پر چنگیز خان کا خوف اتنا طاری ہوا کہ وہ اس خوف سے ہی مر گیا۔ سلطان محمد شاہ کی والدہ نے وہ تمام سلطان اور شہزادے جو اُس کے قید میں تھے دریا میں ڈال کر غرق کروا دیئے کہ چنگیز خان ان کو اپنی سلطنتوں پر بحال نہ کر دے۔ [۱۷]

چنگیز خان نے سلطان کے تمام بیٹوں اور پوتوں کو بھی موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

چنگیز خان نے بے شمار مسلمانوں کا قتلِ عام کیا مگر اس کی اصل وجہ خود مسلمان حکمرانوں نے بے گناہ تاجروں کی خونریزی کر کے پیدا کی تھی۔ [۱۸] اترار سے شام تک تمام شہروں اور قصبوں کی بربادی اور مخلوقِ خدا کے قتلِ عام کے بعد ۱۸ اگست ۱۲۲۷ء کو چنگیز خان جسمانی طور پر نہایت کمزور ہونے اور ۷۱ برس کی عمر پانے کے بعد اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ چنگیز خان کی لاش کو منگلستان لے جا کر خفیہ طور پر ایک درخت کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد ہی اس کی قبر کا نشان مٹ گیا۔ [۱۸]

چنگیز خان نے اپنی رعایا اور فوج کو منظم کیا۔ اس کی لشکر گاہ میں کسی کو اجازت نہ تھی کہ کوئی گری ہوئی چیز کو اُٹھائے صرف اس کا مالک ہی اُٹھا سکتا تھا۔ جان بچانے کے لئے بھی جھوٹ نہ بول سکتے تھے۔ [۱۹]

چنگیز خان نے اپنے آخری دنوں میں امراء اور بیٹوں کو جمع کر کے پوچھا کہ اس کا جانشین کس کو بنایا جائے۔ سب نے اس نامزدگی کا اختیار خود چنگیز خان کو دے کر

فیصلہ اس کی ذاتی رائے پر چھوڑ دیا۔ چنگیز خان نے اوکتائی خان کو اپنا جانشین مقرر کیا اور چغتائی خان کو نصیحت کی کہ وہ اس کے اپنے مشیر اعلیٰ اور چغتائی کے اتالیق قرا چار نوئیان کو اپنے ساتھ اقتدار میں شریک رکھے اور خاص مقام دے۔ اس نے خزانہ سے "اتماتو منہ" منگوا کر دکھایا اور اس کے مطابق عمل کرنے کی وصیت کی۔[۲۱]

چنگیز خان نے نظریہ طاقت پر عمل کرتے ہوئے شمالی چین، ترکستان، قازقستان، ازبکستان، خراسان، ایران، عراق، شام، منگولیا، منچوریا اور ایشائی روس کو بھی مغل سلطنت میں شامل کیا۔ یورپ کے ملک بلغاریہ، رومانیہ، ہنگری، چیکوسلاواکیہ اور پولینڈ بھی اس کے بیٹوں نے اس کی زندگی میں فتح کئے۔ چنگیز خان نے اپنے صحرائی علاقے میں قراقرم کو دارالحکومت بنا کر تمام مفتوحہ علاقوں پر حکمرانی کی۔ کہا جاتا ہے کہ چنگیز خان کے دور حکومت میں ایک کنواری لڑکی زیورات سے لدی ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بلا خوف و خطر سفر کر سکتی تھی۔[۲۲]

چنگیز خاں کی اولاد

چنگیز خان کے ۴ بیٹے جو اس کی بیوی "بورتہ" کی اولاد تھے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ اس کی بہت سی بیویاں تھیں اور اُن کی اولاد بھی تھی۔[۲۳]

۱۔ جوجی کے علاقے سائبیریا، قپچاق، روس، اور ازبکستان، قازقستان۔

۲۔ اکتائی خطہ مغلستان اور منگولیا کے علاقے اور خاقان جانشین۔

۳۔ چغتائی۔ ماوراءالنہر، الغوزہ۔ ترکستان۔ دارالحکومت "المالیق"۔

۴۔ تولی۔ چین ۔ دیار بکر دوسرے مغربی علاقے۔[۲۴]

جوجی خان

جوجی خان سب سے بڑا تھا۔ چنگیز خان نے اس کو چغتائی خان کے ہمراہ خوارزم کے محمد شاہ کے خلاف مہم پر روانہ کیا۔ شاہ تو اُن کے ہاتھ نہ لگا مگر انہوں نے اس کے تمام علاقے زیرِ نگیں کئے اور ان فتوحات کے بعد تمام آبادیوں کو زمین بوس اور مخلوقِ خدا کا قتال کیا اور بے شمار ظلم کئے۔ ان مظالم کے بعد جوجی خان نے چنگیز خان کے احکام ظلم

کے خلاف اظہار کیا تو چغتائی خان نے چنگیز خان کو اطلاع دی۔ چنگیز خان نے اُسے زہر دلوا کر مروا ڈالا۔ اس کی موت ۱۲۲۷ء میں ۴۰ برس کی عمر میں ہوئی ہے[۲۵]

چنگیز خان نے اس کے بیٹے باتو کو اس کا جانشین بنا کر ترکستان سے روم تک کا علاقہ بخش دیا۔ ۱۴ صدی میں اس کی اولاد نے اسلام قبول کر لیا۔ ۱۸ صدی تک قپچاق اور روسی علاقوں پر حکمران رہے۔ اس کی اولاد میں شیبانی خان نے ۱۵ صدی میں تاشقند سے سمرقند اور ہرات تک اپنی سلطنت کو وسعت دے کر حکومت کی۔ سنہری غول کہلانے والے مغل اسی کی اولاد تھے۔ ان کے دو مشہور شہر سرائے اور استراخان بتائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک حکمران تغتمش کا نام امیر تیمور سے جنگ کی وجہ سے مشہور ہوا ہے[۲۶]

تولی خان

چنگیز خان کا سب سے چھوٹا اور پسندیدہ بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی میں اُس کے پاس کوریا، منگولیا اور تبت کے علاقے تھے۔ اس کی اولاد یوان مغل کہلاتی تھی۔ تبت میں جا کر دلائی لامہ مشہور ہوئے۔ قبلائی بن تولی بن چنگیز کا دارالسلطنت "بائغ" تھا۔

باپ کے حکم پر اس نے نیشاپور، ہرات اور مرو کے علاقے فتح کئے۔ اس کی موت اپنے باپ کی زندگی میں سنہ ۱۲۳۰ء میں ہوئی۔

تولی خان کا بیٹا منگو تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران اور عجم کی طرف ایک بڑی فوج دے کر ان مضبوط حکومتوں کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ ہلاکو خان کی اولاد جو ایران اور عراق پر حکمران رہی مسلمان ہو گئے۔ محمود خان غازان پہلا مسلمان تھا۔ چین، منگولیا اور کوریا میں اس کی اولاد نے بدھ مت اختیار کیا۔[۲۷]

اوکتائی خان

چنگیز خان کا مقرر کردہ جانشین تھا۔ اس نے ۹ رسال تک حکومت کی۔ مسلمانوں سے باقی بھائیوں کی نسبت بہتر سلوک کیا۔ مسجدوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کی اجازت دیدی۔ اُجڑے ہوئے شہروں کو بسایا۔ اس کی موت کثرتِ شراب نوشی سے ۱۲۴۲ء میں ہوئی۔ اس نے کل ۹ رسال حکومت کی۔ روسی ترکستان اور شمالی علاقے بھی اس کی مملکت میں شامل تھے۔ اس کا دارالحکومت "کورلوران" تھا۔[۲۸]

اوکتائی خان نے اپنے عہدِ حکومت میں عدل قائم کیا۔ عام رعایا کی پرورش کی۔ مسلمانوں کے ساتھ باہمی شادیوں کو رواج دیا۔ فوج کی نگہداشت اور تنظیم کی۔ اوکتائی خان کی موت کے بعد مختلف قبائل میں جنگ چھڑ گئی۔ چغتائی خان کے بیٹوں نے بھی سرکشی کی، مگر اوکتائی خان کی بیوی ترکینہ خاتون چار سال تک حکومت پر قابض رہی۔ آخر امیروں نے اُسے اوکتائی خان کے پاس بھیج کر اس کے بیٹے کیک کو خاقان بنالیا۔ کیک نے چغتائی خان کے سرکش بیٹوں کو قتل کروادیا۔ دو بچ کر چین بھاگ گئے۔ بہت سے سردار بھی جہنم رسید ہوئے۔ کیک کے دربار میں چینی کافروں کا بہت اثر تھا۔ وہ مسلمانوں کو دکھ پہنچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے تھے اور عمل کرواتے رہے۔ اور بہت حد تک انکی کامیابی رہی۔ کیک نے کل ۱½ رسال حکومت کی۔ اس کو ایک رات پیٹ میں درد ہوا۔ اور مسلمانوں کو اس کے مظالم سے نجات ملی۔[۲۹]

جب کیک نے وفات پائی تو چغتائی کے فرزندوں کو چھوڑ کر سب باتو کی بادشاہی پر متفق ہو گئے۔ مگر باتو نے اپنی خواہش پر منکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان تخت نشین کروادیا۔ وہ اپنے بھائی برکا کی نصیحت پر مسلمان ہو گیا تھا۔ چغتائی کے لڑکوں نے منکو کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جو ایک شتربان کی اچانک حاضری سے کامیاب نہ ہو سکا۔ منکو خان

اپنے ایک بھائی ہلاکو خان کو ایران اور عجم کی سلطنت دے دی۔[۳۰]
منکو خود چین فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا، مگر اُسے ایک بڑی شکست ہوئی، وہ بھاگ کر ایک پہاڑی علاقے میں گھِر گیا جہاں وہ خوراک کی سخت قلت اور قحط کے باعث لشکر کے ساتھ بھوک سے ختم ہو گیا۔ منکو نے ۹ رسال حکومت کی۔ منکو اور باتو نے مسلمانوں سے بہتر سلوک کیا۔ بعض تواریخی شواہد کے مطابق مسلمان ہو گئے تھے[۳۱]

چغتائی خان

چنگیز خان کی زندگی میں ماوراء النہر، قازقستان، کاشغر اور ترکستان کے علاقے اس کے تحویل میں تھے۔ اس نے اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اپنے اتالیق اور باپ کے مشیر اعلیٰ وزیرِ اعظم قراچار نوئیاں سے اپنی بیٹی توکل خانم کی شادی کر کے رشتہ داری قائم کی اور اپنے علاقوں کا انتظام سُپرد کر کے خود اوکتائی خان کے پاس سکونت اختیار کر لی اور امورِ سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹاتا رہا۔ یہ شخص مسلمانوں کا بہت بڑا دشمن تھا۔ المالیق چغتائیوں کا پایۂ تخت تھا[۳۲]
چغتائی خان کی موت شکار گاہ میں ایک بازگشتہ تیر پھینکنے سے ہوئی۔ یہ تیر اس کی پشت پر لگا اور مہلک ثابت ہوا۔ یہ واقعہ ۱۲۴۱ء میں اوکتائی خان کی موت سے ۶ ماہ پیشتر پیش آیا۔

قراچار نوئیاں

قراچار نوئیاں چوتھی پشت میں کچولا بہادر بن تومنہ خان کی اولاد تھا۔ اور تومنہ خان کے عہد نامہ کے مطابق چنگیز خان کا مشیر اعلیٰ بنا۔ اپنے عہدِ حکومت کے شروع میں تیموں جی دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گیا تھا، تو قراچار نوئیاں کی مدد سے رہائی حاصل کی۔
چنگیز خان نے مرتے وقت چغتائی خان کو نصیحت کی تھی کہ وہ اپنے اتالیق اور اس کے مشیر اعلیٰ کو اقتدار میں شریک رکھے اور دونوں کے درمیان باپ بیٹے کا رشتہ قائم کرے۔

چغتائی خان نے اپنی بیٹی کا رشتہ قراچار نوئیاں کو دے کر اور علاقوں کا انتظام اس کے حوالے کر کے خود اوکتائی خان کے پاس سکونت اختیار کر لی۔ چغتائی خان کی موت کے بعد وہ خود مختار حکمران ہو گیا تھا۔ مگر اس نے چغتائی کے بیٹوں کو اقتدار میں شریک رکھا اور تربیت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے اور پوتے کو خاقان بنایا۔ (عیلے گو۔ تارا ہلاگو)

قراچار نوئیاں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مختلف علاقوں سے تلاش کر کے (سمرقند) کش کے علاقے میں آباد کیا۔ مقامی ترک اور ایرانی باشندوں میں رہائش اختیار کر کے اس قبیلے نے اپنی علیحدہ قومیت کھو دی اور ترکی زبان کے غلبے کی وجہ سے ترکی بولنے لگے اور ترک کہلائے۔ قراچار نوئیاں نے ۸۹ سال عمر پا کر ۱۲۵۴ء میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا ایجل نوئیاں جانشین بنا۔ اس کے پوتے امیر ایلنگر سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔[۲۳]

ہلاکو خان

ہلاکو خان کو اپنے بھائی کی طرف سے ایران اور عجم کی حکمرانی ملی اور بڑا لشکر بھی ملا۔ جس کی مدد سے اس نے عراق فتح کرنے کا پروگرام بنایا جہاں پر امیر المومنین مستعصم باللہ کی حکمرانی تھی مگر اس کے امراء میں اختلافات تھے۔ خاص طور پر وزیر اعظم احمد کی امیر المومنین کے بیٹے ابوبکر سے دشمنی تھی۔ احمد نے خفیہ خط لکھ کر ہلاکو خان کو حملے کی دعوت دی اور اپنی فوج کو دشمن کے سامنے لانے کی بجائے ملک کے دوسرے حصوں میں تعینات کر دیا۔ ہلاکو خان مقابلہ کئے بغیر ہی بغداد میں داخل ہو گیا۔ چند مجاہدین نے دجلہ کے پل کو تباہ کر دیا۔ مجاہدین قریب ایک نشیبی علاقے میں پڑے تھے کہ احمد نے ان پر پانی چھوڑ دیا۔ جس سے مجاہدین کے حوصلے کمزور ہو گئے۔ احمد کے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس کر امیر المومنین خود ہی ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئے۔ ہلاکو خان نے امیر المومنین سے حکم جاری کروا کر تمام امراء کو بھی قتل

کروا دیا۔ اور شہر میں تباہی مچا دی۔ سلمان شاہ، دوسرے جرنیلوں اور ابو بکر جو ہمیشہ تاتاریوں کا مقابلہ کرتے رہے تھے شہید کروا دیا گیا۔[۳۴]

ہلاکو خان نے خلیفہ کی بیویوں اور ایک بیٹی کو منکو خان کے پاس بھیج دیا۔ اور امیر المومنین کو شہید کروا دیا۔ بغداد میں آباد تمام سرکردہ خاندانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور بے شمار بے گناہ شہری قتل کیے گئے۔ ہلاکو خان کی اولاد عرصہ دراز تک ایران میں حکمران رہی۔ یہ خاندان ایل خان کے نام سے جانا جاتا تھا۔ بعد میں مسلمان ہو گئے۔[۳۵]

چغتائی خان کی اولاد

چغتائیوں کا صدر مقام "آلمالیق" تھا۔ یہ کلیبی کے نزدیک ایک غیر آباد علاقے میں قائم تھا۔ یہ ان کی اپنی زندگی کا آئینہ دار تھا۔ ورنہ سمرقند اور بخارا جیسے شہر ان کی سلطنت میں موجود تھے۔

عام طور پر چغتائیوں کے ہاں عدم استحکام رہا۔ ۵۰ سال کے عرصہ میں ۱۵ حکمران تبدیل ہوئے۔ وہ مغل جو خاقان بننے کے اہل تھے آپس میں لڑ کر مر چکے تھے۔ کسی نے ۴۰ سال سے زیادہ عمر نہ پائی۔ تغلق تیمور نے کچھ آرام کا سانس لیا۔[۳۶]

تغلق تیمور

تغلق تیمور بن عیسے بگا بن کازان بن برکا بن کارا ایسو بن موتا آکان بن چغتائی بن چنگیز خان تھا

اسکے والد عیسےٰ بگا کی دو بیویاں تھیں، الغش خاتون خان کی پسندیدہ مگر بانجھ تھی۔ دوسری بیوی مانلک کو پہلی بیوی نے گھر سے نکال دیا۔ جب ان کا خاوند کسی مہم پر دور گیا ہوا تھا مانلک ایک شخص شیروین کے ساتھ گمنام ہو گئی۔ عیسےٰ بگا کے بعد جب کوئی خان بھی زندہ نہ بچا تھا۔ اس لئے ملک میں ہر طرف بدانتظامی پھیل گئی۔ عیسےٰ بگا کے امیر بلاجی کو معلوم ہوا کہ عیسےٰ بگا کی بیوی مانلک کو جب گھر سے نکالا گیا تو وہ امید سے تھی اور اس نے ایک بیٹا جنم دیا تھا۔ امیر بلاجی نے اس کے اس بیٹے جس کا نام تغلق تیمور تھا تلاش کر کے خاقان بنایا اور ملک کی بدانتظامی کو دور کیا۔ اس طرح تغلق تیمور کے پاس مغلستان اور وسط ایشیا کی حکمرانی آ گئی۔ اس وقت تغلق کی عمر ۱۸ برس تھی۔[۳۷]

تغلق تیمور کا قبولِ اسلام

ایک دن تغلق اپنے کتوں کو سؤر کا گوشت کھلا رہا تھا کہ اس کے سپاہی کچھ اجنبی مسلمانوں کو بلا اجازت شکار کھیلنے کے جرم میں پکڑ لائے۔ خان نے ان اجنبی مسلمانوں سے سوال کیا۔

"تم اس کتے سے بہتر ہو یا یہ کتا تم سے بہتر ہے؟"

ان اجنبی لوگوں میں مشہور مبلغ اسلام شیخ جمال الدین بھی شامل تھے وہ بولے۔

"اگر میں یقین رکھتا ہوں (اللہ تعالےٰ میں) تو میں دونوں سے بہتر ہوں، اور اگر یقین نہیں رکھتا تو یہ کتا مجھ سے بہتر ہے۔"[۳۸]

تغلق تیمور شیخ جمال الدین کے جواب سے متاثر ہوا اور اُسے دوسرے دن پیش کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے دن خان نے شیخ سے اس جواب کی تفصیل پوچھی۔ ان کی تفصیل سے تغلق کے دل میں قبولِ اسلام کا جذبہ پیدا ہوا۔ اُس نے شیخ سے وعدہ لیا کہ وہ اسے دوبارہ ملیں جب وہ اپنے دارالسلطنت میں قیام پذیر ہو تاکہ تمام رعایا کے سامنے اعلان کر سکے۔ شیخ رہا ہو کر واپس اپنے گھر پہنچ گئے۔[۳۹]

واپسی پر شیخ صاحب کی طبیعت ناساز رہنے لگی تو انہوں نے اپنے بیٹے شیخ ارشدالدین کو اپنی تغلق تیمور سے بات چیت اور وعدہ کا قصّہ سنایا اور وصیّت کی کہ وہ خان سے مل کر اس کو اپنا وعدہ یاد دلائے۔

شیخ جمال الدین کی موت کے بعد ان کے بیٹے شیخ ارشدالدین نے مغلستان پہنچ کر تغلق کو اپنے باپ کے ساتھ کئے گئے وعدہ یاد دلایا۔ تغلق نے تمام درباریوں اور ان کی اولاد کو بھی قبولِ اسلام کی دعوت دی اور اسلام کے فضائل بیان کئے۔ شیخ صاحب کے دلائل کا اثر ہوا اور تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ مگر تغلق کے ایک بیٹے جیرآس نے عذر پیش کیا کہ اگر مولانا کشتی میں ان کے ایک بڑے پہلوان کو مات دے دیں تو وہ بھی مسلمان ہو جائے گا۔ یہ کوئی دلیل یا متعلقہ پیش کش نہ تھی۔ پھر بھی مولانا کشتی لڑنے پر راضی ہو گئے۔

مولانا پہلوان کی نسبت بہت کمزور نظر آتے تھے مگر میدان میں نکلتے ہی مولانا نے پہلوان کی چھاتی میں ایک زبردست مکا مار کر اُسے بیہوش کر دیا۔ ہوش میں آنے کے بعد پہلوان نے مولانا کے پاؤں پر گر کر معافی مانگی۔

اس فتح کے بعد ۱/۲ ۱ لاکھ سے زیادہ لوگ مسلمان ہوئے اور مغلستان کے قبائل کے قبائل مسلمان ہوتے چلے گئے۔ تغلق جب مسلمان ہوا اس کی عمر ۲۴ برس تھی۔

تغلق تیمور نے مغلستان میں اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد ماوراءالنہر کی طرف فوج کشی شروع کی جہاں پر قراچار نوئیاں کا قبیلہ آباد تھا اور اس کی اولاد میں سے امیر تیمور کا چچا حاجی برلاس حاکم تھا۔ مغل افواج کی خبر سن کر حاجی برلاس بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ عام رعایا مغل فوج کی لوٹ مار سے خوف زدہ تھی۔ حالات پر قابو پانے کے لئے امیر تیمور نے اپنے چچا کی اجازت سے خاقان کے سامنے پیش ہو کر خراج کی بھاری ادائیگی کے عوض مغل فوج کی واپسی کے احکام حاصل کر لئے۔ امیر حمید کی رائے سے امیر تیمور

کو ماوراء النہر کا گورنر مقرر کیا گیا ہے[۴۲]

گورنر بن کر امیر تیمور نے اپنے علاقے میں بہت مقبولیت حاصل کی جو حکمران کے اقتدار کے خلاف تھی اس لئے تغلق نے امیر تیمور کو معزول کر کے اپنے بیٹے الیاس خواجہ کو گورنر بنا کر بھیجا۔ امیر تیمور کی الیاس خواجہ سے نہ بنی وہ بھاگ کر قندوز چلا گیا۔

الیاس خواجہ نے ۰۰۰ ا فوج کا ایک دستہ امیر تیمور کے پیچھے روانہ کیا۔ اس وقت امیر کے پاس صرف ۶۰ آدمیوں کی ایک جماعت تھی مگر تمام جانباز اور تجربہ کار ایک خونریز جنگ کے بعد مغل فوج کے ۶۰ اور امیر کے ۱۰ آدمی زندہ بچے اور امیر کو فتح ملی ہے[۴۳]

اس فتح کے بعد کئی دوسرے امیر زادے بھی تیمور کے ساتھ شامل ہوتے چلے گئے اور اس نے مغل افواج کو کئی معرکوں میں شکست دے کر وسط ایشیا سے نکال دیا۔ امیر تیمور نے یہ جنگیں زیادہ تر اپنی ذاتی تدبیروں اور فوجی حکمتِ عملی سے کم سے کم خون بہا کر جیتیں۔ اس طرح ماوراء النہر اور کاشغر میں دو مختلف حکومتیں قائم ہو گئیں ــــ

کاشغر میں تغلق تیمور کی موت کے بعد قمر الدین نے اقتدار سنبھالا تو امیر تیمور نے اُسے پے در پے شکستیں دیں۔ اس کے گم ہو جانے کے بعد جب خضر خواجہ خاقان بنا تو امیر تیمور نے مغلستان کے علاقوں کی طرف کوئی بھی مہم نہ کی۔

دوسری جانب تغلق تیمور کے محسن امیر بلاجی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بھائی قمر الدین نے خاقان سے استدعا کی کہ اس کو بھائی کی جگہ امیر بنا دیا جائے۔ کیونکہ اس کے بھائی کا بیٹا خداداد اس وقت ۷ برس کا تھا۔ تغلق نے یہ درخواست منظور نہ کی اور خداداد کو ہی امیر بنایا۔ ۳۴ برس کی عمر میں تغلق تیمور نے ۱۳۶۳ء میں وفات پائی ہے[۴۴]

تغلق تیمور کی موت کے بعد قمر الدین نے ایک ہی دن خاقان کے ۱۸ بیٹوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور خود اقتدار سنبھال لیا۔ خداداد اور اس کی والدہ نے خاقان کے

ایک دودھ پیتے بیٹے خضر خواجہ کو بچا لیا اور بدخشان کی پہاڑیوں میں روپوش ہو گئے۔[۴۵]

قمر الدین

قطب الدین امیر بلاجی کا بھائی تھا۔ تغلق تیمور کے بعد اس کے اقتدار پر زیادہ تر امیر بھاگ کر امیر تیمور سے مل گئے۔ قمر الدین اور امیر تیمور کے درمیان جنگوں میں امیر تیمور کامیاب رہا۔ ایک جنگ کے بعد جہانگیر مرزا بن تیمور نے قمر الدین کی بیوی اور بیٹی دلشاد آغا کو گرفتار کر کے اپنے باپ کے پاس بھیج دیا۔ امیر تیمور نے دلشاد آغا سے شادی کر لی۔

ایک دوسری جنگ میں قمر الدین زخمی ہو گیا۔ اس کا گھوڑا بھی مارا گیا مگر وہ خود بھاگ گیا۔ اپنے آخری ایام میں قمر الدین بہت کمزور ہو گیا تھا۔ جنگ سے دور رکھنے کے لئے اس کے آدمیوں نے اُسے جنگل میں کچھ خوراک کے ساتھ چھوڑ دیا تھا مہم کے بعد اُسے تلاش کیا گیا مگر وہ برآمد نہ ہوا۔ اس کے بعد امیر تیمور نے مغلستان پر کوئی حملہ نہ کیا۔[۴۶]

خضر خواجہ

خضر خواجہ تغلق تیمور کا وہ بیٹا تھا جس کو امیر خداداد اور اس کی والدہ نے قمر الدین کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا لیا تھا۔ قمر الدین کے گم ہو جانے کے بعد مغلستان کے امیروں اور امیر خداداد خضر خواجہ کو امیر اور خاقان بنایا۔ خضر خواجہ نے امیر تیمور سے صلح کا معاہدہ کر کے علاقے میں امن قائم کیا اور اپنی بیٹی توکل خانم کی شادی امیر تیمور سے کر کے اپنی رشتہ داری کی تجدید کی۔

خضر خواجہ نے خاقان بن کر بہت سی اصلاحات کیں۔ اپنے دربار کا وقار بحال کیا۔ امیرؒ

پر خود اعتمادی سے تسلط قائم کیا۔ خضر خواجہ نے اپنے محسن امیر خداداد کو "ترخان" لقب سے نوازکر ان ۹ مراعات کے علاوہ ۳ اضافی مراعات بخشیں۔[۴۷]

محمد خان خضر خواجہ کا بیٹا تھا۔ اس کی موت کے بعد خاقان بنایا گیا۔ یہ شخص بہت عقلمند اور پکا مسلمان تھا۔ اس کے عہد میں بے شمار مغل قبائل نے اسلام قبول کیا۔ اس نے اپنے عہد میں ایک عالی شان اسلامی درسگاہ قائم کی۔

عیسےٰ بگا سے پہلے ہی مغل حکمران آپس کی جنگوں میں ختم ہو چکے تھے۔ کسی نے ۴۰ سال سے زیادہ عمر نہ پائی تھی۔ عیسےٰ بگا کے اکلوتے بیٹے کی بھرپور اولاد کو قمرالدین نے ایک ہی دن ختم کر دیا۔ صرف خضر خواجہ بچا تھا اور یہ کارنامہ امیر خداداد نے انجام دیا تھا۔ محمد خان کے بعد حکمرانوں کی نسل میں تمام مغلستان کو متحد رکھنے والا کوئی نہ رہا۔ شیر علی، اویس اور عیسےٰ بگا، یونس خان اور الاچا خان، امیر تیمور کی اولاد کو مغربی علاقوں کا با اختیار حکمران تسلیم کرتے تھے اور انکی مدد سے کاشغر پر اپنا تسلط قائم رکھنے میں کامیاب رہے۔[۴۸] بعد میں رفتہ رفتہ یہ ڈگمگاتے دیئے ایسے بجھے کہ مغل خاقان حکمرانوں کا نام ونشان مٹ گیا۔

۱۵ صدی کے آخر تک چغتائی مغل اور قراچار نوئیان کا قبیلہ ماوراءالنہر کے علاقے میں مقامی آبادی کے ساتھ رہتے رہے اور مقامی (ترک) آبادی کے ساتھ شادیاں کرکے اپنے تشخص کھو دیا۔ اب ان کی زبان اور عادات بھی ان جیسی ہو گئیں مگر مشرقی علاقے مغلوں کے دارالحکومت کے زیرِ نگیں تھے۔ ۱۶ صدی کے خاتمے تک اور کاشغر کے زیرِ اطاعت علاقے ۱۶ صدی کے وسط تک ہی ایک قوم کی حیثیت سے ختم ہو گئے۔ کیونکہ حکمران خاندان میں کوئی بھی زندہ نہ بچا تھا جو اپنی حکومت قائم رکھ سکتا۔[۴۹]

قدیم مغلوں کا طرزِ زندگی

۱۔ مغل جنگجو اس خاقان کی ملازمت میں نہیں رہتے تھے جو ان کے ساتھ خانہ بدوش زندگی بسر نہ کرتا تھا۔[۵۰]

۲ مغل خاقان اپنے دربار روائتی شان و شوکت کے ساتھ بڑے بڑے خیموں میں منعقد کرتے تھے۔ جسے بارگاہ کہتے تھے۔[۵۱]

۳۔ اعلیٰ نسل کے دشمن سے بیٹے بیٹیوں کی شادیاں کرتے۔ تاجروں اور زراعت پیشہ میں شادی کرنا نسل کو تباہ کرنا کہتے تھے۔[۵۲]

۴۔ خاقان کئی بیویاں کرتے تھے مگر اعلیٰ نسل کی بیوی اور اولاد کو مقام ملتا تھا۔ تیمور کی اولاد نے اعلیٰ نسل کے علماء کے ساتھ اپنی اولاد کے رشتے کئے۔[۵۳]

۵۔ مغل خاقان اپنی اولاد کی تربیت کے لئے آتالیق مقرر کرتے تھے۔ جو اُن کو آدابِ شاہی، قوانینِ حکومت اور فنِ سپہ گری سکھاتے تھے۔[۵۴]

۶۔ دشمن کی نسل ختم کرنے کا اصول نبھاتے تھے۔[۵۵]

۷۔ مغل سفیر بھیج کر دوسری حکومتوں سے تعلقات قائم کرتے تھے۔

۸۔ خاقان اپنی رعایا کا محافظ ہوتا تھا۔ ان کی تمام ضروریات پوری کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا۔[۵۶]

۹۔ خاقان کے پاس لامحدود اختیارات ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر قسم کے فتنے فساد پر قابو پا لیتے۔ فیصلے باہمی مشورے سے کرتے تھے۔[۵۷]

۱۰۔ خاقان کے سامنے پیش ہونے والے باغی ملزموں کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر لایا جاتا تھا۔ چنگیز خان نے ضابطہ اختیار نافذ کیا جسے تُوڑہ چنگیزی کہا جاتا تھا۔ اسکو امیر تیمور نے بھی اپنایا۔[۵۸]

۱۱۔ زمین کی ملکیت حکومت کی ہوتی تھی۔ زمین کھودنے والوں کو کمزور اور بزدل سمجھتے تھے۔ زراعت بذریعہ کاشتکار[یا] مزارع کرتے تھے۔[۵۹]

۱۲۔ مغل خود مویشی پالتے جو ان کی ذاتی ملکیت ہوتے تھے۔ ان کا دودھ پیتے، گوشت کھاتے اور کھال سے خیمے بنا کر ان میں رہائش رکھتے تھے۔[۶۰]

۱۳۔ مغل کھلے میدانوں میں دشمن کا مقابلہ کرتے۔ قلعہ بند ہونا بزدلی سمجھتے۔[۶۱] مغلوں کو وراثت میں صرف تلوار ملتی تھی۔[۶۲]

۱۴۔ اعلیٰ کارکردگی پر خاقان کی طرف سے اعزازات ملتے تھے۔ "ترخان" اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔[۶۳]

۱۵۔ مغلوں کا پیشہ جنگ ُئی اور لوہار تھا۔[۶۴]

تورۂ چنگیزی "یاسا"

تیمورچی نے مغلستان فتح کرنے کے بعد تمام مغل خانوں کی کونسل جس کو "کرلتا" کہتے تھے کے تحت جمع ہوئے۔ چنگیز خان نے تجویز کیا کہ ہمیں ایک شخص کے زیر حکومت رہنا چاہیئے، تاکہ دوسروں پر بھی ہمارا اثر قائم ہو سکے۔ ماضی قریب کے حالات کے مدنظر تموجن کو متفقہ طور پر سربراہ چن لیا گیا۔ اور اس کو چنگیز خان کا لقب دیا گیا۔ اس طرح علاقے کے تمام ترک اور مغل اکٹھے ہو گئے۔

اب چنگیز خان نے اپنے لوگوں کی اصلاح کے لئے قانون وضع کئے اور اس مجموعہ قوانین کا نام تورہ چنگیزی رکھا۔ ان قوانین کی مکمل تفصیلات تو دستیاب نہیں لہذا خاص خاص درج ذیل ہیں:-

(۱) خدا ایک ہے۔ زمین و آسمان اسی نے بنائے ہیں۔ تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ دولت اور مفلسی اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ ساری طاقت اسی کے پاس ہے۔

(۲) تمام مذاہب کے رہنما اور شریک کار جو مسجدوں، گرجوں اور دوسرے انسانی ہمدردی کے اداروں سے منسلک ہو۔ گورنمنٹ کو ٹیکس ادا کرنے سے مستثنٰی قرار دیئے گئے۔

(۳) ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو بادشاہ کہلوانے کا عملی مظاہرہ کرے سزائے پائے بجز اُن لوگوں کے جو کونسل منتخب کرے۔

(۴) کوئی بھی شخص مغل کونسل کی اجازت حاصل کر کے اعزازی لقب اختیار کر سکتا ہے۔

(۵) کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ بالا بالا دشمن سے صلح کرے جب تک وہ ہتھیار نہ ڈال دے۔

(۶) فوج کے دس افراد پر ایک افسر مقرر کیا جاتا تھا۔ اس طرح ایک ہزار اور دس ہزار پر بڑے آفیسر مقرر ہوتے تھے۔ اس ترتیب سے بہت جلد اعلیٰ کمانڈ بن جاتی تھی۔

(۷) جب کوئی نئی مہم شروع کی جاتی تو سپاہیوں کو ان کے آفیسر ہتھیار مہیا کرتے تھے۔ سپاہی ہتھیاروں کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہوتے۔ جنگ سے پہلے اعلیٰ عہدیدار ان ہتھیاروں کا معائنہ کرتے تھے۔

(۸) دشمن کی شکست کے فوراً بعد سپاہیوں کو لوٹ کی اجازت نہ تھی۔ خلاف ورزی کرنے پر موت کی سزا دی جاسکتی تھی۔ آفیسر انچارج کی اجازت کے بعد جو ملے حاصل کر سکتے تھے مگر خاقان کا حصہ جمع کرانا ان کا فرض تھا۔

(۹) امن کے زمانے میں فوج کی تربیت موسم بہار میں بڑے شکار کا بندوبست کر کے کی جاتی تھی۔ اسی لئے عام رعایا کے لئے مارچ اکتوبر تک شکار پر پابندی لگادی جاتی تھی۔

(۱۰) شکار کا گلا کاٹنا منع تھا۔ چھاتی چاک کر کے دل اور انتڑیاں شکاری خود نکالتا تھا۔

(۱۱) گوشت کو ابال کر کھانے کی اجازت مل گئی تھی جبکہ اس سے پہلے ایسا کرنا منع تھا۔

(۱۲) آفیسروں اور اعلےٰ فوجی عہدیداروں کی ذمہ داریوں کا خاص ریکارڈ تیار کیا گیا تھا۔

(۱۳) جو لوگ جنگ میں شرکت نہ کرتے تھے ان کو کچھ عرصہ خاقان کے پاس بلا معاوضہ کام کرنا پڑتا تھا۔

(۱۴) ایک گھوڑا یا اسی مالیت کی دوسری اشیاء کی چوری کی سزا موت تھی۔ کم قیمتی اشیاء کی چوری کی سزا بھی کم تھی۔

(۱۵) رعایا کا کوئی فرد کسی مغل کو اپنا ملازم یا غلام نہیں رکھ سکتا تھا۔

(۱۶) دوسروں کے غلاموں کو پناہ دینا قابلِ سزائے موت تھا۔

(۱۷) ہر شخص بیوی خریدتا تھا۔ خان کو نیچ نسل میں شادی کرنا منع تھا۔ بیوی تمام گھریلو اشیاء کی مالک ہوتی۔ مرد فوجی خدمات انجام دیتے اور شکار کھیلتے تھے۔ لونڈیوں

کی اولاد کم حیثیت گنی جاتی تھی۔ تمام وراثت کی حقدار پہلی بیوی کی اولاد ہوتی تھی۔

(۱۸) زنا کی سزا موت تھی۔ ان کو ہاتھ سے قتل کیا جاتا تھا۔

(۱۹) شادیاں اپنی حیثیت کے خاندانوں میں ہوتی تھیں۔

(۲۰) کڑکتی بارش اور آندھی کے وقت دریا میں نہانا یا کپڑے دھونا منع تھا۔

(۲۱) ملک اور قوم سے غداری اور جھوٹی شہادت کی سزا موت تھی۔

(۲۲) اعلیٰ فوجی آفیسروں کا ذمہ داری سے کوتاہی، انحراف، سالانہ اجتماع میں عدم شرکت یا دوسری بڑی خلاف ورزی کی سزا بھی موت تھی۔

(چنگیز خان ہیرلڈلیم ص ۲۰۴ تا ۲۰۵)

ترخان

ترخان منگولوں کا سب سے بڑا خطاب / اعزاز تھا۔ جو منگل خاقان اپنے برادر منگولوں کو جنگ میں بہادری کا مثالی کارنامہ سرانجام دینے پر دیتے تھے۔ تر کے معنی بہتر، اعلیٰ۔ یعنی اعلیٰ خان۔ جیسے پاکستان میں "نشانِ حیدر" پانے والا منفرد حیثیت رکھتا ہے

چنگیز خان نے اپنے ساتھی کشلک اور بادا نامی دو منگولوں کو "ترخان" کے خطاب سے نوازا۔ ان دونوں نے دشمن کے متعلق صحیح اور مکمل اطلاعات فراہم کیں۔ جس کی وجہ سے چنگیز خان کو کامیابی ہوئی۔

امیر تیمور جب اپنی اوائل زندگی میں شکار کرتے ہوئے۔ راستہ بھول گیا تھا۔ ایک آبادی میں پہنچا تو مقامی لوگوں نے اسے پہچان کر خوب خاطر تواضع کی۔ جب امیر تیمور نے اقتدار سنبھالا تو اس نے ان لوگوں کی خوب عزت کی اور "ترخان" کے لقب اور دوسری مراعات دیں۔

ایک جنگ کے دوران امیر تیمور نے ہلاکو خان کے پوتے ایکو تمر کو ترخان کا لقب عطا کیا۔

تغلق تیمور نے اپنے امیر 'بلاجی' کو ترخان کا اعزاز دیا۔ خواجہ خضر نے اپنے محسن امیر خداداد کو سہ اضافی مراعات کے ساتھ ترخان کے خطاب سے نوازا۔ جس نے خواجہ خضر کو جو اس وقت دودھ پیتا بچہ تھا بدخشاں کے گمنام پہاڑوں میں بچا کر لے گیا اور اس کی پرورش کی۔ اس سے پہلے قمرالدین نے تغلق تیمور کے بقیہ تمام بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اعزاز یافتہ ترخان کی مراعات

منگولوں کے ہاں ترخان اعزاز سب سے بڑا تھا۔ یہ اعزاز صرف منگولوں کو دیا جاتا تھا۔ جو جنگ میں نمایاں کارکردگی دکھاتے تھے۔

ترخان اعزاز پانے والوں کو مندرجہ ذیل مراعات حاصل تھیں۔

۱۔ جنگ میں شامل نہ ہونے کے باوجود مالِ غنیمت میں حصہ ملتا تھا۔

۲۔ ہر قسم کے ادائگی ٹیکس اور تعمیلِ احکامات سے مستثنیٰ تھے۔

۳۔ شاہی خیمہ میں بِلا اجازت داخل ہو سکتے اور اپنی پسند کی ہر چیز حاصل کر سکتے تھے۔

۴۔ شاہی دربار میں حاضری سے بھی مستثنیٰ تھے۔ رُخصت کے لئے اجازت کی ضرورت نہ تھی۔

۵۔ دربار ہال میں ترخان خاقان کے بائیں اور امیر پشت میں بیٹھتے تھے۔ ان پر ایک تیر دور بیٹھنے کی پابندی نہ تھی۔ طلقت پہن کر امراء عصا بھی ساتھ لا سکتے تھے۔

۶۔ خاقان کی موجودگی میں شکار کھیلتے جبکہ کسی دوسرے کو اجازت نہ تھی۔

۷۔ ان کو نقارہ اور تومان استعمال کرنے کی اور جھنڈا رکھنے کی اجازت تھی

۸۔ ان کے دو محافظوں کو شاہی فوج کا لباس پہننے کی اجازت تھی۔ خود شاہی لباس استعمال کر سکتے تھے۔

۹۔ جشن یا شادی کی دعوت کے موقع پر سب لوگ پیدل چلتے تھے مگر ان کو گھوڑا استعمال کرنے کی اجازت تھی۔

۱۰۔ دعوت کے دوران بادشاہ کو پیالہ دائیں جانب سے پیش کیا جاتا۔ اسی طرح ترخان کو پیالہ بائیں جانب سے پیش کیا جاتا تھا۔

۱۱۔ ہر حکم نامے پر خاقان کی مہر کے ساتھ ترخان کی مہر بھی لگائی جاتی تھی۔ اِس طرح

۱۴۔ قتل جیسے جُرم میں ملوث ۹ قتل معاف تھے۔ دسویں قتل کی سزا کی معافی کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

کسی دوسرے جُرم کے سرزد ہو جانے کی صورت میں ۹ بار "معافی" پکارنے پر ہر جرم معاف تصور کیا جاتا تھا۔

یہ مراعات ان کی ۹ پشتوں تک قائم رہتی تھیں۔ ترخان کا خطاب پانے والے مغلوں کی مکمل تفصیل نہیں ملتی۔ البتہ چند ایک کا ذکر تاریخ میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ رشیدی صہ۵۳ تا صہ۵۶

مغلوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کی وجہ

محمد شاہ خوارزم ایک بہت بڑا مسلمان بادشاہ تھا۔ اس کے دل میں چین فتح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تو اس نے اپنے سفیر کو تحائف دے کر چنگیز خان کے دربار میں بھیجا کہ وہاں کے حالات معلوم کرلائے۔ چنگیز خان نے سفیر کی بہت قدر کی۔ اس کو التون خان کے بیٹے اور بھائی سے ملوایا۔ تاکہ اپنے دشمنوں پر ثابت کرسکے کہ وہ بھی ایک مانا ہوا حکمران بن گیا ہے۔ اس عزت افزائی کے جواب میں چنگیز نے تحائف دے کر اپنا سفیر اور ایک سوداگروں کا ایک تجارتی قافلہ بھی روانہ کیا تاکہ دونوں مملکتوں کے درمیان تجارت کو بھی فروغ دیا جائے۔

جب یہ قافلہ ترار کے مقام پر مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہوا۔ گورنر قدر خان کی نیت میں فتور پیدا ہوگیا۔ اس نے تمام مال ہضم کرنے کی غرض سے قافلے والے پر الزام لگایا کہ وہ خفیہ راز معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں اور قابلِ قتل ہیں۔ سلطان کو اطلاع دے کر ان کے قتل کی اجازت حاصل کرلی۔ قتل کرنے کے بعد اُن کا مال لُوٹ لیا۔ اس قافلے کا ایک ساربان جو حمام میں تھا۔ بھٹی کے راستے نکل کر چنگیز خان کو تمام حالات سے آگاہ کیا۔

چنگیز خان نے اک بڑی فوج جمع کی اور ترار پہنچ کر تمام آبادی کو قتل کردیا۔ سلطان پر چنگیز خان کی ہیبت چھاگئی۔ فوج کو مختلف اطراف میں پھیلا کر خود عراق کی طرف ایک جزیرے میں چھپ گیا۔
چنگیز خان نے تمام چھوٹے بڑے شہروں اور آبادی کا قتلِ عام کیا۔ کیونکہ وہ سلطان کی صلاحیتوں کے قصے سُن چکا تھا۔ چنگیز خان کا خیال تھا اگر سلطان زندہ بچ گیا تو علمِ جہاد ضرور اٹھائے گا۔ اور اس کی پیدا کردہ اتنی بڑی سلطنت تباہ ہو جائے گی۔ اس کا اسلامی ممالک میں تباہی مچانے کا مقصد یہی تھا کہ اگر سلطان دوبارہ سر اُٹھائے تو اس کو ساتھی نہ مل سکیں۔ (طبقاتِ ناصری)

حصّہ دوم

حدود سلطنت امیر تیمور گورگان

تومنہ خان
قبل خان
برتان بہادر (ابو کا فعل)
یسوکا بہادر
چنگیز خان ۔ تموچن
اوکتائی، چغتائی، تولی، جوجی خان
موتاکان، بیسے منگو، پائیدار، ساربان
انگو نکپشائی
بوری، ایشودیوا، کارا ہلاکو
کدالی
اورک تیمور
یاسر
کازان
بورک
دیوا
کیک
کیشی
قیدو
چپیر
ہلاکو
اریق بوگا
قبلائی
منگو
(چین کا یوان خاندان)
اودئل ۔ کوی تماشیرین، دیوا ۔ قیدی عیسٰے بگا ۔ کابک ۔ کنجک
بوزن
تغلق تیمور
پولاڈ
محمد
عادل
خضر خواجہ
الیاس خواجہ
محمد خان ۔ نقش جہاں ۔ شمع جہاں
شیر محمد ۔ شیر علی
اویس خان
یونس خان ۔ عیسٰے بگا
محمود خان ۔ احمد خان (الاچا خان)
کچولا بہادر
امیر ایزدم
سنگوجی
قراچار
امیر ایجل
امیر النگیز
امیر برکل
امیر ترغا
امیر تیمور
(گورگان)

صاحبقران امیر تیمور گرگان

امیر تیمور کی پیدائش کش کے علاقے شہر سبز میں ۸ اپریل ۱۳۳۶ء میں ہوئی۔[65] اس کی والدہ کا انتقال اس کے بچپن میں ہو گیا تھا۔ اس کا باپ ترغائی اپنے بزرگوں کے قصے فخریہ سناتا۔ امیر تیمور نے ابتدائی تعلیم مسجد میں حاصل کی۔ وہ علماء کے مباحثے بھی سنتا رہتا۔ تیمور کا چچا برلاس قبیلے کا سردار تھا۔ مگر اکثر امراء امیر قذغن کے دربار میں چلے گئے تھے۔ تیمور بھی وہاں پہنچ گیا۔ قدرت نے تیمور کو قیادت کی خصوصیات عطا کی تھیں۔ امیر قذغن نے اسے ایک ہزار جانبازوں کا کرنل مقرر کیا اور اپنی ایک پوتی الجائی سے شادی کرا دی۔ تغلق تیمور نے اپنے عہد حکومت میں کش کے علاقے کو جہاں امیر تیمور کا چچا حاجی برلاس حاکم تھا اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ حاجی برلاس خوفزدہ ہو کر خراسان کی طرف بھاگ گیا۔ امیر تیمور نے اپنے قبیلے کو مغل فوج کے ہاتھوں لٹنے اور ذلیل ہونے سے بچانے کے لئے خاقان کے سامنے حاضر ہو کر خراج ادا کرنے کے عوض فوج کی واپسی کے احکامات جاری کروا دیئے۔ اس کے ساتھ ہی تغلق تیمور نے امیر تیمور کو کش کے علاقے کا گورنر بنا دیا۔ امیر تیمور اپنے گورنری کے زمانے میں اپنے عوام میں بہت مقبول ہو گیا تھا۔ خاقان نے اس کی مقبولیت اپنے لئے مضر خیال کرتے ہوئے امیر تیمور کو ہٹا کر اپنے بیٹے الیاس خواجہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ امیر تیمور نے حالات کے مدِ نظر قندوز بھاگ کر جان بچائی۔ اس وقت اس کے ساتھ ۶۰ وفادار ساتھی بھی تھے۔[66]

الیاس خواجہ جس کے پاس ایک ہزار فوجی تھے اس کا پیچھا کیا۔ جنگ ہوئی جس میں امیر تیمور کے ۵۰ ساتھی مارے گئے صرف ۱۰ زندہ بچے مگر فتح امیر تیمور کے حصے میں آئی۔ اس طرح امیر تیمور قائم ہو گیا اب دوسرے لوگ اس کی فوج میں شامل ہونے

امیر تیمور اپنی نویں نسل میں تومنہ خان کے بیٹے کچولا بہادر کی اولاد تھا۔ اسی طرح چنگیز خان بھی اپنی چوتھی نسل میں تومنہ خان کے بیٹے قبل خان کی اولاد تھا چنگیز خان کا مشیر اعلیٰ، سپہ سالار اور اس کے بیٹے چغتائی خان کا اتالیق قراچار نوئیاں پانچویں پشت میں امیر تیمور کا باپ تھا۔ اس نے اپنے قبیلے کے افراد کو مختلف مقامات سے اکٹھا کر کے ماوراالنہر کے علاقے کش میں آباد کیا۔ یہ آباد کار مقامی ترکوں کے زیر اثر انہی کے طور اطوار اور زبان اختیار کر لینے کی وجہ سے ترک کہلائے۔

فاتح ایشیا امیر تیمور جس کی ہیبت سے بڑے بڑے حکمران کانپتے تھے۔ کسی بادشاہ کی نہیں اس وقت کے ایک عام شہری کی اولاد تھا۔ امیر تیمور دنیا کے عظیم ترین فاتحوں میں سے تھا۔

شروع ہو گئے۔ مغلوں کے اصطبل میں وبا پھیل جانے سے تین چار سو گھوڑے مر گئے۔ تغلق تیمور کی موت کی وجہ سے بھی الیاس خواجہ کو المالیق جانا پڑا۔[۶۷] سمرقند کے علماء نے ۱۳۷۰ء میں تیمور کو اقتدار پر بٹھا دیا۔ تیمور نے حاکم بن کر امیر لقب اختیار کیا۔ المالیق میں تغلق تیمور کی تمام اولاد کو قتل کرنے کے بعد قطب الدین نے اقتدار حاصل کیا تو اُسے ہر جنگ میں امیر تیمور کے ہاتھوں شکست ہوئی مگر گرفتاری سے بچتا گیا۔ اس کی بیٹی گرفتار ہوئی جس سے امیر تیمور نے شادی کر لی۔[۶۸]

امیر تیمور نے زیادہ تر جنگیں اپنی ذاتی حکمتِ عملی اور تدبیروں سے جیتیں جس سے جانی نقصان کم ہوا۔ وہ اپنی فوج کا خاص خیال رکھتا تھا۔ ان کے طعام و قیام اور تربیت پر خاص توجہ دیتا تھا۔ باقاعدہ تنخواہ مقرر کر رکھی تھی جو وقت پر ادا کر دی جاتی تھی۔ مالِ غنیمت میں سپاہ کا خاص حصہ مقرر کیا تھا۔[۶۹]

امیر تیمور نے اپنی سلطنت کو ماوراالنہر سے بدخشاں، خوارزم، آذربائیجان، ترکی ایران، تبریز، خراسان، کشمیر، سیستان، ایشیائے کوچک، کابل، قندھار، عراق، روم، دمشق اور ہندوستان تک وسعت دی۔ سائبیریا، ماسکو اور پولینڈ پر فتح حاصل کی۔ چین کی سرحد سے یونان تک تمام ملک اس کی سلطنت میں شامل تھے۔[۷۰]

قندھار، شام، مصر اور حاکم قندھار کو پھانسی دی۔ تیمور نے ہرات، دہلی اور بغداد میں ہولناک قتل عام کیا۔ ہرات میں لوگوں کے سروں سے مینار تعمیر کیا[۲]۔ امیر تیمور نے جتہ اور سنہری غول کے منگل خاقانوں کو اُن کے علاقوں میں گھس کر شکستیں دیں[۳]۔ اور اپنی سلطنت کو محفوظ کیا۔

امیر تیمور نے قطب الدین کا قلع قمع کیا۔ جب خواجہ خضر حکمران ہوا تو اس نے شرقی علاقوں کی طرف توجہ ختم کر دی تھی اور خواجہ خضر کی بیٹی سے شادی کر کے گورگان کا اضافی لقب اختیار کیا[۴]۔ وہ اپنے نام کے ساتھ صاحبقران بھی استعمال کرتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھ ایک بے اختیار خاقان چن لیا تھا جسکا نام شاہ محمود تھا اُسکی والدہ سے تیمور نے شادی کر لی[۵] اسوقت عام زندگی بسر کر رہا تھا تاکہ وہ معاہدہ جو تومنہ خان کے دونوں بیٹوں کے درمیان تحریر شدہ تھا قائم رہے۔ ہرچند کہ وہ کہتا تھا کہ یہ معاہدہ اس وقت ٹوٹ چکا تھا۔ جب اس کے دادا امیر بارکل نے سپہ سالاری کا عہدہ چھوڑ دیا تھا[۶]۔

امیر تیمور سُنی مسلمان تھا وہ کوئی کام کرنے سے پہلے اپنے پیرو مرشد شیخ زین العابدین ابوبکر سے رائے حاصل کرتا۔ وہ خود بھی قرآن سے فال نکالتا تھا۔ خواب میں جو دیکھتا اس پر بھی عمل کرتا تھا کہ قدرت کی طرف سے اشارہ ہے[۷]۔

امیر تیمور نے سمرقند کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ عالیشان عمارات تعمیر کیں اور باغات لگوائے۔

امیر تیمور قول کا پکا اور تلوار کا دھنی تھا۔ اسکی تمام عمر مہمات میں گزری۔ جہاں کہیں یلغار کی کامیاب رہا۔ مہمات سے فارغ ہو کر اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کی شادیاں کیں۔ وہ اپنے آپ کو (چغتائی) چنگیزی کہلاتا تھا۔ وہ ۱۴۰۴ء میں چین فتح کرنے کی غرض سے نکلا۔ راستے میں اترار کے مقام پر سخت بیمار ہو گیا اور ۱۸ فروری ۱۴۰۵ء میں اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی ہے[۸]۔ اس کی لاش کو سمرقند لا کر اس کے آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا[۹]۔

امیر تیمور کے انتظامی قوانین

امیر تیمور نے انتظامی قانون بنائے۔ جن پر عمل کر کے اُس نے کامیابیاں حاصل کیں۔[۸۹]

۱۔ جنگ اللہ تعالٰے کے دین کو فروغ دینے کے لئے کی جائے۔

۲۔ ہر طبقہ اور گروہ کا تعاون حاصل کیا جائے۔

۳۔ ہر معاملے میں دوست اور دشمن سے قانون کے مطابق انصاف کیا جائے۔

۴۔ خود ضابطوں کی پابندی کرتا اور دوسروں کو سختی سے پابند کرواتا۔ رعایا کے درمیان عدل وانصاف قائم کیا۔

۵۔ سپاہ کی خواہشات پوری کرتا۔ ان کی تنخواہ وقت پر ادا کرتا۔ ان پر مال و زر نچھاور کرتا۔

۶۔ صبر و تحمل۔ درگزر اور برداشت کو اپنایا۔ اقربا کی بدعہدیوں کو معاف کیا

۷۔ علماء، ہنرمند اور قابل لوگوں کی عزت اور حوصلہ افزائی کی

۸۔ قول و فعل میں پختگی پیدا کر کے بدکاری کو ختم کیا

۹۔ رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے اخبار نویسوں کا تقرر کیا

۱۰۔ اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں کی مشکل وقت میں امداد کی
۱۱۔ اپنی فوج کو عزیز رکھنا اور دشمن کو بھی دغا دینے والے کو دشمن ہی سمجھنا
۱۲۔ دشمن کو ایسی جگہ مارو کہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکے۔ پاؤں کے نیچے آئے سانپ کا سر کچل دو۔
۱۳۔ امراء سے اچھا سلوک، انعام اور اعزازات سے نوازنا۔ وزیروں کو اعلیٰ انتظامی اختیارات دے دیئے۔
۱۴۔ تمام احکامات تحریری طور پر جاری کرنا۔ آقا اور نوکر کے تعلقات خوشگوار رہنے کے لئے قانون بنائے۔
۱۵۔ تحصیلدار مقرر کئے محصول اور ٹیکس وصول کرنے کو باقاعدہ بنایا۔ نہری زمین سے پیداوار کا ۱/۲ لگان وصول کیا جاتا تھا۔
۱۶۔ دریاؤں اور نہروں پر پل بنوائے اور مرمت کا باقاعدہ انتظام کیا۔
۱۷۔ مسافروں اور اُن کے مال اسباب کی حفاظت کا بندوبست کیا۔
۱۸۔ لنگر خانے ہسپتال، مدارس اور مساجد کا انتظام کیا۔

صاحبقران امیر تیمور کے سلاطین (بموجب تاریخ ایران)

۱۔ صاحبقران تیمور بن ترغائی خان بن ابغائی نویان ۷۷۱ھ تا ۸۰۷ھ

۲۔ پیر محمد جہانگیر نوۂ تیمور بن غیاث الدین جہانگیر بن تیمور
تیمور کا مقرر کردہ جانشین، (سمرقند حاصل نہ کرسکا)۔ ۸۰۷ھ تا ۸۰۹ھ

۳۔ خلیل سلطان بن میران شاہ بن تیمور۔ ۸۰۷ھ تا ۸۱۲ھ

۴۔ شاہ رخ بن تیمور والئے خراسان ازاں بعد تمام وسط ایشیا۔ ۸۰۷ھ تا ۸۵۰ھ

۵۔ الغ بیگ بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۸۵۰ھ تا ۸۵۳ھ

۶۔ عبداللطیف بن الغ مرزا بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۸۵۳ھ تا ۸۵۴ھ

۷۔ عبداللہ بن ابراہیم بن شاہ رخ بن تیمور۔ ۸۵۴ھ تا ۸۶۱ھ

۸۔ ابوسعید مرزا بن سلطان محمد بن میراں شاہ بن تیمور۔ ۸۶۱ھ تا ۸۷۲ھ

۹۔ احمد بن ابوسعید بن سلطان محمد (ایران)۔ ۸۷۲ھ تا ۸۹۹ھ

۱۰۔ محمود بن ابوسعید بن سلطان محمد (ایران) ۸۹۹ھ تا ۹۰۵ھ

۱۱۔ سلطان حسین بایقرا (ایران) ۹۰۵ھ تا ۹۱۱ھ

" " " (خراسان و ہرات) ۸۷۲ھ تا ۹۱۱ھ

امیر تیمور کی اولاد

امیر تیمور کے ۴ بیٹے تھے۔ امیرزادہ غیاث الدین جہانگیر سب سے بڑا تھا اپنے باپ کی زندگی میں ۲۰ سال کی عمر میں ۱۳۷۵ء میں سمرقند میں بیمار ہو کر وفات پائی۔[81] امیر تیمور نے اس کی قبر پر شاندار مقبرہ تعمیر کروایا۔ اس کے دو بیٹے مرزا سلطان محمد اور پیر محمد تھے جو غزنی کے علاقے میں حکمران رہے۔ امیر تیمور نے پیر محمد کو اپنا جانشین نامزد کیا۔

امیر جلال الدین میراں شاہ

امیر تیمور کی زندگی میں آذربائیجان کا حاکم تھا۔ مگر یہ علاقہ اپنے بیٹے ابوبکر کے حوالے کر کے خود تبریز میں مقیم رہا۔ کیونکہ اس کی آب و ہوا اُسے بہت موافق تھی۔ امیر تیمور کے مرنے کے بعد ابوبکر نے میران شاہ کے نام کا سکہ جاری کیا۔ مرزا تبریز کا ایک شکارگاہ میں شکار کی غرض سے نکلا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۴۱ برس تھی۔[82]

امیر زادہ عمر شیخ

امیر زادہ عمر شیخ اپنے باپ کا دوسرا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کی طرف سے ایران میں حکمران تھا۔ سنہ ۱۳۵۲ء میں پیدا ہوا۔ سنہ ۱۳۹۴ء میں وفات پائی۔ مرزا باپ کی زندگی میں ہی کردستان میں قلعہ قرماتون کے پاس تیر لگنے سے مارا گیا۔[83]

امیر تیمور نے اپنی فتوحات کے دوران مرزا کو اندجان کا حکمران بنایا تاکہ مغلستان کے دردں کی رکھوالی کر سکے اور مغل حملہ آور نہ ہو سکیں۔ امیر تیمور نے اقرار کیا تھا کہ اگر اس کا یہ بیٹا اس سرحد پر نہ ہوتا تو وہ اپنی فتوحات میں کبھی کامیاب نہ ہو سکتا۔[84]

مرزا شاہ رُخ بن تیمور

سب سے چھوٹا خراسان میں حکمران تھا۔ امیر تیمور کی وفات پر خود مختار ہو گیا سنہ ۱۳۷۷ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۴۷ء میں قتل ہوا۔ اس نے کل ۴۳ برس حکومت کی۔[85] سمرقند کے امیروں نے خلیل بن میران شاہ کو سنہ ۱۳۹۶ء میں جب وہ ایک عورت کے عشق میں امور سلطنت سرانجام دینے سے غافل ہو گیا ہٹا کر تخت شاہ رُخ مرزا کے حوالے کر دیا۔ تاریخ ایران میں شاہ رخ کا شمار برگزیدہ بادشاہوں میں ہوتا ہے۔ اس نے شاہ نامہ فردوسی کا دیباچہ لکھا جو آج تک دنیا کی لائبریریوں کی زینت بنا ہوا ہے۔ تیموری دور میں اس نے سب سے زیادہ عرصہ حکومت کی۔[86]

امیر تیمور کی سلطنت اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی تھی ۔ ہر طرف تباہی اور بربادی کا دور دورہ تھا۔ مگر شاہ رُخ نے اپنے بیٹے الغ بیگ کے زیرِ حکومت شہروں کو امن وسکون اور سلامتی کا مسکن بنا دیا تھا۔

پیر محمد بن جہانگیر بن امیر تیمور

امیر تیمور اپنی موت سے پہلے جب اترار میں تھا نے اُسے اپنا جانشین نامزد کیا[۸۷] اُس لئے امرار سمرقند کو اس نامزدگی کی خبر بروقت نہ ہو سکی ۔ دوسرے پیر محمد اس وقت ایک مہم پر ہندوستان میں تھا۔ سمرقند پہنچنے میں بہت دن لگ گئے ۔ واپسی پر جنگ میں خلیل سُلطان کی فوج سے شکست کھائی اس لئے تخت حاصل نہ کر سکا ۔ ۸۰۹ھ میں قتل کر دیا گیا۔[۸۸]

خلیل سلطان بن میراں شاہ بن امیر تیمور

امیر تیمور کی موت ملک سے باہر ہوئی تھی ۔ سمرقند کے امرار کو پیر محمد جو ہندوستان میں تھا جانشین مقرر ہونے کی بروقت خبر نہ ملی اس لئے انھوں نے فوری طور پر خلیل سلطان بن میراں شاہ جو موقعہ پر موجود تھا تخت نشین کر دیا۔[۸۹]

خلیل سلطان تخت پر قابض ہونے کے بعد ایک خاتون شاد ملک کے عشق میں امورِ سلطنت سے تغافل برتنے لگا تو امرار اور اکابرین نے متنفر ہو کر تخت شاہ رخ کو سونپ دیا۔ شاہ رُخ نے خلیل سلطان کی شادی شاد ملک سے کر دی ۔ مگر جلد خلیل سلطان وفات پا گیا اور شاد ملک نے خود کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔ دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔[۹۰]

الغ بیگ مرزا بن شاہ رُخ بن امیر تیمور

الغ بیگ مرزا نے ۱۴۴۹ء میں وفات پائی۔ اس نے ۳۸ سال باپ کی زندگی میں ۲½ سال، اس کے بعد سمرقند میں حکمرانی کی۔ ایک کاشغر کا علاقہ بھی اس کے قبضہ میں آگیا تھا۔

الغ مرزا بن شاہ رُخ بن امیر تیمور علم فلکیات کا ماہر تھا۔ ایک منجم، جغرافیہ دان اور شاعر تھا۔ اس کی وجہ سے اس کے نام کی شہرت اب تک باقی ہے۔ یہ جغرافیائی ایجاد پہلی دفعہ ۱۷۱۱ء میں انگلستان میں شائع ہوئے۔ سمرقند کی مشہور رصدگاہ اسی نے تعمیر کی۔[91]

علاؤالدولہ بن بائسنقر بن شاہ رُخ نے الغ مرزا کی مخالفت کی اور ہرات پر قبضہ کرلیا اور الغ بیگ کے بیٹے عبداللطیف کو قید کرلیا۔ بعد میں صلح ہوگئی مگر عبداللطیف باپ کے خلاف ہوگیا اور اُسے قتل کردیا۔ عبداللطیف کو بھی دوسرے سال ایک شخص بابا حسین نے قتل کردیا۔

عبداللطیف کے قتل کے بعد عبداللہ بن ابراہیم بن شاہ رُخ تخت نشین ہوا۔ اس نے جہانشاہ قراقویونلو سے شکست کھائی اور عراق، فارس، خراسان اور کرمان کے علاقے اس کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ۸۶۱ھ میں قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔[92]

مرزا ابوسعید بن سلطان محمد بن میران شاہ بن امیر تیمور

ابوسعید مرزا ۱۴۲۷ء میں پیدا ہوا۔ ۲۵ سال کی عمر میں بادشاہ بنا۔ ۱۸ سال حکمرانی کی۔ ابوسعید مرزا نے اپنی ابتدائی تعلیم و تربیت شاہ رُخ بن امیر تیمور کے پاس رہ کر حاصل کی۔[93]

جب عبداللطیف نے اپنے باپ شاہ رخ کو قتل کیا تو اس نے ابوسعید مرزا کو قید کردیا۔ مگر وہ فرار ہوکر بخارا چلا گیا۔ عبداللطیف کے قتل کے بعد ایک فوج تیار کر کے ترکستان پر قابض ہوگیا۔ بابر قلندر بن بائسنقر بن شاہ رُخ کے بعد جب ان میں سے کوئی نہ بچا تو سمرقند اس کے قبضہ میں آگیا۔ خراسان جو جہانشاہ قراقویونلو کے قبضے میں چلا گیا تھا فتح کیا۔[94] اور ہرات کو اپنا دارالحکومت بنایا۔ اس نے بدخشاں، غزنی، کابل، قندھار،

فرغانہ، ماوراالنہر اور ایران کے علاقے اپنی سلطنت میں شامل کئے۔

وہ عراق پر حملہ کرنا چاہتا تھا مگر عیسلے بگا والئے مغلستان کی طرف سے خطرہ ہوا۔ اس مشرقی سرحد کو محفوظ کرنے کے لئے اس نے یونس خان جو عیسلے بگا کا بھائی تھا اور تبریز میں عام شہری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس نے خراسان میں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی۔ اپنے پاس بلاکر مغلستان میں حکومت قائم کرنے میں مدد کا یقین دلا کر دوستی کا باب کھولا۔ عملی مدد دے کر خاقان تسلیم کروایا۔

یونس خان نے اپنی تین بیٹیاں ابوسعید مرزا کے تین بیٹوں کے عقد میں دے کر اس احسان اور دوستی کو رشتہ داری میں بدل دیا۔ ابوسعید مرزا کے کل گیارہ بیٹے تھے ان میں سے ۸ کو مرزا نے اپنی زندگی میں مختلف علاقوں کی حکمرانی سونپ دی ہے[۹۵]

مرزا آذربائیجان کی ایک دشوار اور تنگ وادی میں اپنی فوج کے ہمراہ دشمن کے نرغے میں آگیا۔ وہ اوزون حسن قرا قویونلو کے ہاتھوں مارا گیا اس کی تاریخ وفات ۸ر فروری ۱۴۶۹ء ہے[۹۶]

یونس خان

یونس خان بن ادلیس خان بن شیر علی بن محمد خان تھا۔ جب ۱۶ برس کا تھا تو وہ اپنے باپ کی موت کے بعد مرزا الغ بیگ کے امیروں کے ہاتھ پکڑا گیا۔ الغ بیگ نے اسے اپنے باپ شاہ رخ بن تیمور کے پاس ہرات بھیج دیا۔ شاہ رخ نے اس کی عزت کی اور اسے مولانا شرف الدین کے زیرِ تعلیم کر دیا۔ اس نے اتنی تعلیم حاصل کر لی کہ تعلیم کے میدان میں اس وقت تک کوئی مغل خان اُسکے پائے کا نہیں ہوا۔ اس نے دوسرے ہنر بھی سیکھے۔ شیراز کے لوگ اُسے استاد یونس پکارتے تھے۔ وہ مغل خون اور ایرانی ثقافت کا مجموعہ تھا۔[۹۷]

سلطان ابو سعید مرزا نے یونس خان کے بھائی عیسےٰ بگا والئے کاشغر سے نجات حاصل کرنے اور اپنی مشرقی سرحد محفوظ کرنے کے لئے اس کی مدد کر کے کاشغر میں حکمران بنوا دیا۔

یونس خان نے اپنی ذاتی قابلیت سے امور سلطنت میں اصلاحات کیں۔

مغلستان میں خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے لئے یونس خان اپنے چند امیروں کے ساتھ تاشقند آیا تاکہ انکو زراعت اور پکے مکانات دکھا کر اس طرف راغب کر سکے اور مغلستان میں ترقی ہو۔ امیر اس پر راضی نہ تھے اور نہ ہی اپنی پرانی تہذیب چھوڑنا چاہتے تھے۔ مغلوں کو زراعت سے نفرت تھی کہ انسان بھی جانوروں کا کام کرتے تھے۔ امیروں نے گورنر کے ساتھ مل کر یونس خان کو گرفتار کرا دیا۔ ایک سال قید رہنے کے بعد امیر عبدالقدوس کی کوشش سے رہائی ملی۔

یونس خان واپس مغلستان پہنچا تو اس نے اپنی زراعتی سوچ کو تبدیل کر لیا اور دوبارہ خاقان بنا دیا گیا۔ اس نے اپنی تین بیٹیوں کے رشتے ابوسعید مرزا کے بیٹوں کے ساتھ کر کے دوستی کو رشتہ داری میں تبدیل کر دیا۔ آخری وقت فالج کا حملہ ہوا۔ دو سال چارپائی پر رہنے کے بعد ۷۴ برس کی عمر میں ۱۴۸۶ء میں وفات پائی۔ تاشقند میں اس کا مقبرہ بہت مشہور ہے۔[۹۸]

یونس خاں کی زراعت میں دلچسپی اور ردِ عمل

ابو سعید مرزا کے انتقال کے بعد سمرقند میں سلطان احمد مرزا نے حکمرانی قائم کر لی ۔ شیخ جمال اس کی جانب سے تاشقند میں گورنر تھا ۔ یونس خان کو مغلستان میں گھوڑوں کے لئے خوراک کی کمی ہوئی تو اس نے مغلوں کو زراعت کی طرف راغب کرنے کے لئے اپنے چند مغل امراء کے ساتھ تاشقند کا سفر کیا کہ ان کو زراعت کے فوائد موقعہ پر دکھا کر اس طرف راغب کر سکے ۔

تاشقند پہنچ کر اس کے امراء نے یونس خان سے اتفاق نہ کیا اور زراعت کی طرف راغب نہ ہوئے بلکہ انہوں نے گورنر کے ساتھ مل کر یونس خان کو قید کروا دیا اور خود مغلستان واپس چلے گئے ۔ یونس خان کی بیوی عیسی دولت بیگم جو بابر کی خوش دامن بھی تھی گرفتار ہو گئی ۔ گورنر نے اس کی تحفے میں اپنے ایک امیر کے ساتھ شادی کر دی ۔ لہٰذا ہر عیلے دولت بیگم نے اس شادی کو خوشی سے قبول کر لیا ۔ شام کو جب امیر خواجہ کلاں اس کے گھر پہنچا تو بیگم کے محافظوں نے اس کا استقبال کیا ۔

گھر کے اندر کے دروازے بند کر دیئے گئے ۔ بیگم کی عورت ملازموں نے امیر خواجہ کو قتل کر کے باہر پھینک دیا ۔ جب گورنر کو اطلاع ملی تو اس نے بیگم سے اس کی وجہ پوچھی ۔ بیگم نے کہا کہ وہ خاقان یونس خان کی بیوی تھی ۔ گورنر نے اپنے طور پر غیر کے حوالے کر دیا ۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں تھی اس لئے خواجہ کو قتل کروا دیا ۔ گورنر نے غلطی محسوس کرتے ہوئے بیگم کو یونس خان کے پاس بھیج دیا ۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مغل اس وقت بھی پیشۂ زراعت سے اتنی نفرت کرتے

تھے کہ اپنے خاقان کو اپنے دشمن کے ہاتھوں گرفتار کروا دیا۔

وہ کتنے پکے مسلمان ہو چکے تھے کہ یونس خان کی بیوی نے ایک غیر مرد کے ساتھ رہنے کی بجائے اس کو قتل کر دیا۔ چہ جائے کہ وہ کہ وہ خود بھی بدلے میں قتل کر دی جاتی۔

یونس خان ایک سال قید میں رہنے کے بعد امیر عبدالقدوس کی مدد سے رہائی حاصل کر سکا۔

یونس خان نے واپس مغلستان پہنچ کر امراء سے اپنی زراعت کی طرف رغبت کی معافی مانگی اور وہ دوبارہ مغلستان کا خاقان بنا دیا گیا۔

ابوسعید مرزا کی اولاد اور سلطنت

ابوسعید مرزا کے بعد اس کی سلطنت اس کے چار بیٹوں اور داماد سلطان حسین مرزا میں بٹ گئی۔

۱۔ سلطان احمد مرزا — سمرقند، بخارا، بلخ — ماوراءالنہر کے دوسرے علاقے اندجان تک تھا۔

۲۔ مرزا سلطان محمود — کے پاس بدخشاں، حصار اور قندوز کے علاقے تھے۔

۳۔ عمر شیخ مرزا — کے حصے میں اپنے باقبضہ علاقے اندرجان اور فرغانہ آئے۔

۴۔ الغ بیگ مرزا — کابل اور غزنی میں حکمران ہوا۔

۵۔ سلطان حسین بائیقرا جو ابوسعید مرزا کا داماد بھی تھا خراسان پر قابض ہو گیا۔

ابوسعید مرزا کے بعد یہ تمام حکمران آپس میں لڑتے ہی رہے اور کمزور سے کمزور تر ہوتے گئے۔ ان کی لڑائیوں میں یونس خان اور اس کی اولاد بھی ملوث رہی۔

صاحقران امیر تیمور گورگان
عمر شیخ مرزا
حاکم خراسان و ایران
رستم مرزا
حاکم اصفہان
پیر محمد
حاکم ایران
مرزا بایقرا
حاکم ہمدان
مرزا سکندر
حاکم فارس
غیاث الدین منصور مرزا
داماد میران شاہی
ابوالغازی سلطان حسین مرزا، بالقرہ
(داماد ابوسعید مرزا)
(والدہ فروزہ بیگم۔ پوتی آغا بیگم بن تیمور۔ نواسی میراں شاہ)
مرزا بایقرا ثانی
بدیع الزمان مرزا
مظفر مرزا (داماد ذوالنون ارغون) حیدر مرزا
مومن مرزا، محمد زمان مرزا
(داماد بابر بادشاہ)
سلطان ویس مرزا
داماد سلطان حسین بایقرہ
محمد سلطان مرزا
الغ مرزا
شاہ مرزا
ابراہیم مرزا۔ محمد حسین مرزا۔ مسعود حسین مرزا۔ عاقل حسین مرزا
محمد سلطان مرزا
سکندر سلطان مرزا
مظفر حسین مرزا، نور النساء بیگم زوجہ جہانگیر بادشاہ
(نواسہ کامران مرزا)
(داماد اکبر بادشاہ)

ابوالغازی سلطان حسین بایقرہ

والیئے ہرات، خراسان (۱۴۵۹ - ۱۵۰۷)

سلطان حسین بایقرہ بن منصور مرزا بن بایقرہ مرزا۔ بن عمر شیخ مرزا ابن امیر تیمور۔

اس کی والدہ فیروزہ بیگم امیر تیمور کے بیٹے میران شاہ کی پڑپوتی اور پڑنواسی تھی۔ اس طرح دونوں والد اور والدہ کی طرف سے اعلیٰ نسل رکھتا تھا[۱] بابر نامہ (۲۵۶)

۱۴۵۹ء میں استہر آباد میں خود مختاری اختیار کر لی مگر ابوسعید مرزا کی اطاعت میں حکومت کی۔ ابوسعید مرزا کی شہادت کے بعد مملکت میں جھگڑے پیدا ہو گئے۔ مرزا نے خراسان بزور شمشیر حاصل کرنے کے بعد بلخ، خوارزم۔ قندھار اور سیستان بھی حاصل کئے۔ اس نے ۱۴۵۹ء سے ۱۵۰۷ء تک ۴۸ برس ہرات کو دارالحکومت بنا کر اس وسیع سلطنت پر فرمانروائی کی۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ، علوم و فنون کا ماہر اور فیاض فرمانروا تھا۔ اس کا دربار اپنے زمانے کے تمام مرزائیوں سے تابناک تھا۔ تمام مرزائیوں میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ امیر تیمور کا وارث و جانشین تھا۔ بابر کے مطابق وہ بہت بہادر تھا۔ جنگ میں خود حصّہ لیتا تھا۔ امیر تیمور کی اولاد میں تلوار کے استعمال میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ایک دفعہ اس نے ۶۰ جنگجو ساتھیوں کے ہمرکاب تین ہزار مخالفین اور دوسری دفعہ ۹۰ ساتھیوں کے ساتھ دس ہزار مخالفین کو زیر کیا۔ آخری عمر میں سپاہیانہ زندگی میں کمی کر دی۔ رعایا کی نگاہ میں بہت محترم تھا۔ قانون کے احترام میں اس نے اپنے بیٹے کو جس نے قتل کیا تھا، قانون کے حوالے کر دیا۔ وہ کئی کتابوں کا مصنف اور شاعر تھا۔ حسینی تخلص کرتا تھا[۲]

اس کے زمانے میں دارالحکومت ہرات اپنی اعلیٰ درسگاہوں، خوبصورت مسجدوں، مقبروں اور کالجوں کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ سلطان حسین بایقرہ کے دورِ حکومت میں بڑے بڑے عالم دین، فاضل، طبیب، فلاسفر، شاعر اور جنگجو، فنکار اس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے۔

وہ ان کا قدر دان تھا۔ بابر نامہ میں ان میں سے ۷۵ شخصیتوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔

سلطان حسین کی وفات کے بعد بابر افسوس کے لئے ہرات گیا۔ اس کے بیٹوں نے بابر کا شاہانہ استقبال کیا۔ بدیع الزمان مرزا بن سلطان حسین بائیقرہ کے گھر دعوت کے دوران بابر کو شراب پیش کی گئی۔ مگر اس نے بڑے بھائی کا گھر کہتے ہوئے شراب پینے سے انکار کر دیا۔ بابر ان مرزائیوں کے طرز زندگی سے متاثر ہو کر اپنی سوانح حیات میں ان کو بہت مہذب بیان کرتا ہے۔

سلطان حسین بائیقرہ کی ۶ بیویاں تھیں۔ اس کی پہلی بیوی، سلطان مارو کے سلطان سنجر کی بیٹی تھی۔ شہربانو اور پائندہ سلطان بیگم سلطان ابو سعید مرزا کی بیٹیاں تھیں جو یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں آئیں۔ اس کے چھ بیویوں میں سے ۱۴ لڑکے اور ۱۲ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ سلطان حسین بائیقرہ نے ۷۱ برس کی عمر پائی۔ ۲ سال گنٹھیا کے مرض میں گزارنے کے بعد مئی ۱۵۰۶ء میں فالج گرنے سے وفات پائی۔ اس کو مدرسہ سلطان حسین ہرات میں دفن کیا گیا۔

سلطان حسین بائیقرہ کی زندگی میں شیبانی خان کو خراسان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اسکی موت کے بعد جب اس کے دو بیٹے بدیع الزمان اور مظفر حسین مشترکہ حکمران بنے۔ دربار میں اختلاف دیکھ کر شیبانی خان ایک بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہو گیا۔ ذوالنون ارغون نے ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر لشکر جرار کے مقابلے میں بے بس ہو کر مارا گیا۔ شیبانی خان نے سلطان حسین بائیقرہ کے تمام بیٹوں کو باری باری قتل کر دیا۔ صرف بدیع الزمان جان بچا کر بھاگا۔ دو سال جام فیروز کے پاس سندھ میں گزارنے کے بعد شاہ اسماعیل صفوی کے پاس چلا گیا اور تبریز کا گورنر مقرر ہوا۔ شاہ اسماعیل صفوی کی ترک بادشاہ سلیم کے ہاتھوں شکست کے وقت گرفتار ہو کر استنبول پہنچا۔ ۱۵۱۷ء میں طاعون کی وبا میں وفات پائی اور مدرسہ سلطان حسین ہرات میں دفن کیا گیا۔

بابر تزک بابری میں ایک حسرت اور فرطِ احترام سے لکھتا ہے ۔

"زمان مرزا عجب زمانے بود از اہلِ فضل مردم بے نظیر خراسان بہ خصوص ہری (ہرات) محلو بود ہر کس بہر کار کہ مشغول بود ۔ ہمت و حرص او آن بود کہ ہر کار را بکمال رساند"

حواشی

۱ ۔ بابرنامہ ص ۲۵۹ بحوالہ تاریخ دولت شاہ ص ۲۰۹ ۔ ۵۲۳

۲ ۔ تاریخ رشیدی ص ۱۹۳ تا ۱۹۵ ، بابرنامہ ص ۲۵۶ تا ص ۲۵۹

۳ ۔ تزک بابری ، ص ۱۲۱ ، ۱۲۲

۴ ۔ بابرنامہ ص ۲۵۶ تا ص ۲۹۳ تاریخ رشیدی دوم ص ۲۰۵

۵ ۔ بابرنامہ ص تا ۳۲۶ حبیب سیر فارسی ص ۲۶ تا ۳۲۸

محمد خان شیبانی

مرزا سلطان احمد کا سالار تھا۔ محمود خان بن یونس خان سے ایک جنگ میں اپنے آقا کے خلاف اس کی مدد کی۔ صلہ میں ترکستان کا شمالی علاقہ اسے بخش دیا تھا۔ حالات سے فائدہ اٹھا کر ابوسعید مرزا کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔

شیبانی خان نے سلطان احمد مرزا، محمود مرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان کی تمام اولادوں کو قتل کروا دیا۔ سلطان حسین مرزا بائقرا خراسان میں شیبانی خان کی دسترس سے باہر رہا۔ مگر جب شیبانی خان اس طرف متوجہ ہوا تو وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا پھر بھی مقابلے کے لئے نکلا جلد ہی اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

ہرات میں اس کے بیٹے بدیع الزماں مرزا اور مظفر مرزا مشترکہ طور پر حکمران ہوئے۔ شیبانی خان نے موقع سے فائدہ اٹھا کر حملہ کر دیا اور سلطان حسین بائقرہ کے ۱۴ بیٹوں میں سے تمام زندہ کو قتل کرا دیا۔ صرف بدیع الزمان جان بچا کر بھاگ گیا۔

ظہیر الدین بابر نے شیبانی خان کا ہر حالت میں مقابلہ کیا۔ مگر اس کے اپنے ملک میں اس کی مخالفت شروع ہو گئی۔ چند امیروں نے مل کر بابر کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اندجان میں بابر کے سوتیلے بھائی جہانگیر کا سرپرست بن کر اقتدار پر قبضہ کر لیا ——— اسی دوران شیبانی خان نے بابر کو سمرقند میں محاصرے میں لے لیا۔ اس کے بچ کر نکلنے کی بھی کوئی امید نہ رہی۔ اپنی بڑی بہن خانزادہ بیگم کو وہیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ جس کو شیبانی خان نے بیوی بنا لیا۔

خراسان پر قبضہ کرنے کے بعد ازبک صفویوں کے علاقہ میں گھس کر قزلباشوں اور رعیت کو تنگ کرنے لگے۔ شاہ اسماعیل صفوی نے شیبانی خان کے پاس سفیر

بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ شیبانی نے غرور اور مستی میں اسماعیل صفوی کی غیرت کو فقیری کشکول بھیج کر للکارا۔ شاہ اسماعیل صفوی نے اسے میدانِ جنگ میں دعوت دے کر بلایا اور فوراً ہی اپنی فوجوں کو پیش قدمی کا حکم دے دیا اور شیبانی کے مقابل جا پہنچا۔ شیبانی کو اتنی جلدی صفوی کے مقابلے پر آنے کی توقع ہی نہ تھی گھبرا کر مقابلہ کیا۔ ازبک صفوی فوج کی شان و شوکت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے اور شکست تسلیم کر لی۔ قزلباشوں نے تعاقب کر کے ازبکوں کا قتل شروع کر دیا۔ تقریباً پانچ سو سوار جن میں اکثر سلاطین، شہزادے اور سوار تھے جانوروں کے ایک باڑے میں محصور ہو گئے، سب کے سب لقمۂ اجل بن گئے۔ شیبانی خان خود بھی مارا گیا ۔۔ یہ حادثہ خراسان کے شہر مرو میں ۱۵۱۰ء میں ہوا۔ [۱۰۲]

نقشہ دور بابر

نقشہ

افغانستان
کابل
قندھار
ہندوکش
پشاور
لاہور
(پنجاب)
روہیل کھنڈ
ہمالیہ
پانی پت
دہلی
آگرہ
لکھنؤ
اجودھیا
تبت
پٹنہ
اجمیر
سندھ
ٹھٹھہ
الہ آباد
بنارس
(بہار)
مرشد آباد
ڈھاکہ
(بنگال)
کلکتہ
(مالوہ)
احمد آباد
بڑودا
گجرات
بھوپال
برہانپور
علی پور
اڑیسہ
کٹک
اورنگ آباد
(دکن)
بمبئی
پونا
ستارہ
حیدرآباد
دریائے کرشنا
کرنول
ماسلی پٹنم
خلیج بنگال
نیلور
مدراس
گوا
بحر عرب
کالی کٹ
سری لنکا
بڑی سڑکیں
حدود مغل سلطنت

(شجرہ)
صاحبقران امیر تیمور گورگان (۱)
جلال الدین میران شاہ (۲)
مرزا ابوبکر
مرزا سلطان محمد (۳)
سید احمد مرزا
ابوسعید مرزا (۴)
منوچہر مرزا
سلطان احمد مرزا
سلطان محمود مرزا
ابوبکر مرزا
عمر شیخ مرزا (۵)
ظہیر الدین بابر بادشاہ (۶)
جہانگیر مرزا
ناصر مرزا
مرزا ہمایوں (۷)
مرزا کامران
مرزا عسکری
مرزا ہندال
مرزا محمد حکیم - جلال الدین اکبر (۸)
سلطان مراد - جہانگیر (۹) - سلطان دانیال
شاہجہان (۱۰)
سلطان پرویز
سلطان خسرو - شہریار
دارا
اورنگ زیب (۱۱)
مراد
شجاع - محمد سلطان
بہادر شاہ (۱۲) - کام بخش - محمد اعظم - اکبر
عظیم الشان - رفیع شان - جہان شاہ - جہاندار شاہ (۱۳)
فرخ سیر (۱۴)
محمد شاہ رنگیلا (۱۷)
احمد شاہ (۱۸)
رفیع الدرجات (۱۵)
رفیع الدولہ (۱۶)
عالمگیر ثانی (۱۹)
شاہ عالم (۲۰)
اکبر ثانی (۲۱)
بہادر شاہ ظفر (۲۲)

غازی محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ
(فردوس مکانی)

ہندوستان

۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء

ظہیر الدین مرزا بابر کا باپ عمر شیخ مرزا بن ابو سعید مرزا بن جلال الدین میراں شاہ بن حضرت امیر تیمور گورگان تھا۔ اس کی والدہ قتلغ نگار خانم مغلستان کے خاقان یونس خان کی بیٹی تھی۔ اسی وجہ سے وہ وسط ایشیا کے دو مشہور فاتحین امیر تیمور اور چنگیز خان کا جانشین اور وارث تھا۔[۱۰۴]

مرزا بابر کی پیدائش ۱۴ فروری ۱۴۸۳ء میں فرغانہ میں ہوئی۔[۱۰۴] جب وہ ۱۲ برس کا تھا تو اس کا باپ اچانک کبوتر خانے کی چھپ سے گر کر مر گیا۔ اس کے دو سوتیلے بھائی جہانگیر مرزا اور ناصر مرزا اس سے دو اور چار سال بالترتیب چھوٹے تھے۔ امرا نے بابر کو حکمران بنا دیا۔[۱۰۵] وہ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس کے دونوں چچا بھی فرغانہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شاملِ حال رہی اور دونوں ہی ایک سال کے اندر اندر اس جہان سے رخصت ہو گئے۔[۱۰۶]

اس کے چچا سلطان احمد مرزا کی اولاد نہ تھی۔ محمود مرزا کے بیٹے بھی اتنے قابل نہ

تھے۔ اس لئے بابر کے دل میں سمرقند کا تخت حاصل کرنے کی خواہش ہوئی۔ دوسری طرف سلطان احمد مرزا کے ایک سردار کے ملازم شیبانی خان جس کو بابر کے ماموں محمود خان نے اپنے آقا سے غداری کے بدلے ترکستان کا علاقہ بخش دیا تھا ازبکوں سے مل کر سمرقند حاصل کرنے کا خواہش مند بن گیا تھا۔ اس لئے یہ کش مکش بابر اور شیبانی کے درمیان چل نکلی۔ بابر نے سمرقند حاصل کر لیا۔ مگر اس کے اپنے علاقے میں چند امراء نے اس کے چھوٹے بھائی کو آگے رکھ کر فرغانہ پر قبضہ جما لیا[۱۰۷] کہ بابر کے پاس سمرقند آ گیا ہے وہ فرغانہ پہنچنے کے لئے نکلا راستے میں بیمار ہو گیا۔ اس کے بچنے کی امید نہ رہی۔ مشہور ہو گیا کہ بابر مر گیا ہے۔ اس کے مخالفین دونوں سمرقند اور فرغانہ میں مضبوط ہو گئے[۱۰۸]۔ اب بابر کے پاس کوئی جائے پناہ نہ رہی۔ چند امراء نے اندرجان کا کچھ علاقہ اس وقت تک اس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا جب تک وہ سمرقند فتح نہیں کر لیتا[۱۰۹]۔

سلطان علی مرزا بن محمود مرزا کی والدہ نے حالات کے مدِنظر شیبانی خان سے شادی کرنے اور کچھ علاقہ سلطان علی کو دینے کے عوض سمرقند اس کے حوالے کر دیا۔ مگر شیبانی نے وعدہ پورا نہ کیا اور سلطان علی کو قتل کروا دیا[۱۱۰]۔

بابر ایک رات ایک معمولی فوج کے ساتھ جس کی تعداد ۲۰۰ فوجی تھے سمرقند کے قلعے کی ایک دیوار پر سیڑھیاں لگا کر اندر داخل ہو گیا۔ مقامی لوگوں نے بابر کی مدد سے ازبکوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ مگر شیبانی نے قلعے کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب قلعہ میں خوراک کی کمی ہو گئی تو بابر نے ایک رات اپنی ہمشیرہ خانزادہ اور دوسری عورتوں کو وہیں چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کی۔ فرغانہ پر اس کا حق ختم ہو گیا تھا۔ دشمن مضبوط تھے ۔۔ پھر سمرقند بھی جاتا رہا[۱۱۱]۔

تقریباً ایک سال عام شہری زندگی بسر کی۔ وہ کہتا ہے کہ کبھی کبھی اس کے پاؤں میں جوتے بھی نہ ہوتے تھے[۱۱۲]۔ اسی دوران بابر کی ملاقات ایک امیر محمد باقر سے ہوئی جس نے بابر کی ہر طرح مدد کا وعدہ کیا اور تجویز کیا کہ بابر سب کچھ بھول کر کابل میں قسمت آزمائی

کرے ۔ بابر نے شطرنج کے مہرے کی طرح جگہ بجگہ گھومنے پھرنے کے بجائے اس تجویز سے اتفاق کیا ۔[113]

بابر کے کابل کے سفر کے دوران خسرو شاہ کی مغل فوج بابر کے ساتھ آملی ۔ خسرو شاہ خود خراسان چلا گیا ۔ کابل کو بابر نے بغیر کسی لڑائی کے حاصل کر لیا ۔[114]

۱۵۰۵ء میں شیبانی خان نے سلطان حسین بائقرہ کی موت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خراسان پر حملہ کر دیا ۔ مرزا بدیع الزمان اور مرزا مظفر حسین کی مشترکہ حکمرانی کو ختم کر کے سلطان حسین مرزا کے تمام زندہ بیٹوں کو قتل کر دیا ۔ بدیع الزمان بچ گیا ۔[115] ازبکوں نے ایران کی سرحد پر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ۔ شاہ اسماعیل صفوی نے شیبانی خان سے دوستی کی خاطر اپنا سفیر بھیجا مگر شیبانی نے شاہ اسماعیل صفوی کے لئے ایک کشکول بھیج کر اسے فقیری کا طعنہ دے کر دشمنی کا آغاز کر دیا ۔ شاہ نے میدانِ جنگ ہی کے ذریعے فیصلہ کی تصدیق کر کے مقابلے کے لئے لکھا اور ساتھ ہی فوج کو جنگ کا حکم دے دیا ۔ شیبانی اتنی جلدی جنگ کے لئے تیار نہ تھا شکست کھا گیا اور ایک بھیڑوں کے باڑے میں شاہ کی فوجوں کے نرغے میں آگیا وہ دوسرے ۵۰۰ اعلیٰ نسل کے ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا ۔[116]

شیبانی خان کی موت کے بعد بابر کی ہمشیرہ خانزادہ بیگم جو سمرقند میں رہ گئی تھی اور شیبانی نے اُس کے ساتھ شادی کر کے طلاق دے دی تھی شاہ کے سامنے پیش ہوئی ۔ شاہ نے اُسے بڑے احترام کے ساتھ بابر کے پاس بھیج دیا ۔ بابر نے اپنا سفیر شاہ کے پاس بھیج کر دوستی کا ہاتھ بڑھایا ۔[117] دونوں نے ازبکوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد کی ۔ بابر نے سمرقند فتح کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھایا مگر سکہ شاہ اسماعیل صفوی کے نام سے جاری کیا ۔ اور خود اپنا لباس ایرانی چغہ زیب تن کیا ۔ یہ طرزِ زندگی سمرقند کے عوام کو پسند نہ آیا اور وہ بابر کے خلاف ہو گئے ۔[118] شیبانی خان کے بھتیجے عبید اللہ ازبک نے بابر کو کول ملک کے مقام پر فیصلہ کن شکست دی اور ماوراء النہر کا خیال چھوڑ کر کابل چلا آیا ۔

بابر نے کابل پہنچ کر اپنی قسمت ہندوستان آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ قندھار فتح کیا تو اُسے بے شمار دولت حاصل ہوئی۔ جس کو بابر نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔[119]

کچھ عرصہ کابل میں گزارنے کے بعد بابر کو خبر ملی کہ ترکی فوج نے آتشیں اسلحہ استعمال کر کے ایرانیوں پر فتح حاصل کر لی۔ بابر نے آتشیں اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک ترک استاد علی کی خدمات حاصل کیں اور فوج کو یہ اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت دی۔ ۱۵۱۹ء میں بابر نے قلعہ باجور کا محاصرہ کیا اور توپ خانہ استعمال کر کے فتح حاصل کی۔[120] بابر پچھلے سات سالوں میں ۵ بار ہندوستان پر حملہ آور ہوا آخری دفعہ بابر کے ساتھ ۱۲ ہزار افراد تھے جن میں صرف ۲ ہزار جنگجو اور باقی دوسرے کارندے تھے۔ اس دفعہ دولت خان لودھی گورنر پنجاب نے بابر کو حملہ کی دعوت دی۔ ۱۵۲۶ء میں بابر اپنے تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد دہلی کی طرف بڑھا۔ ابراہیم لودھی بھی اپنی ایک لاکھ سے زیادہ فوج، دس ہزار گھوڑے اور ایک ہزار ہاتھیوں کو لے کر نکلا۔[121] پانی پت کے میدان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بابر کی اعلیٰ تنظیمی صلاحیت اور توپ خانے کی مدد کی وجہ سے ابراہیم لودھی کی فوج کا بیشتر حصہ مارا گیا۔ ابراہیم لودھی خود میدانِ جنگ میں کام آیا اور بابر کو فتح نصیب ہوئی۔[122]

ابراہیم لودھی پر فتح پانے کے بعد بابر کو ۵ بادشاہوں کا خزانہ ملا۔ بابر نے یہ خزانہ اپنے بیٹوں، داماد، اپنے اعلیٰ فوجی حکام، عام فوجیوں، رشتہ داروں جو کابل اور دوسرے شہروں سمرقند، کاشغر، بدخشان، مشہد، خراسان اور عراق میں مقیم تھے بانٹ دیا — وہ مکہ، مدینہ کو بھی نہیں بھولا۔ اس قلندر بادشاہ نے اپنے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔[123]

ہندوستان کی گرم آب و ہوا کی وجہ سے اس کے ترک ساتھی واپس جانا چاہتے تھے۔ مگر بابر خود اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اتنی بڑی سلطنت کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔[124] [illegible] مسلمان حکمران اور ہندو راجپوت بابر کے خلاف متحد ہو گئے۔[125]

بابر کے مضبوط ارادہ والے ترک فوجیوں نے اس کے ساتھ غرق ہو جانے یا تیر جانے کا فیصلہ کیا۔

۱۵۲۷ء میں ایک طاقتور راجپوت رانا سانگا ایک بڑی فوج لے کر نکلا۔ اس نے بابر کی ہراول فوج کو شکست دے دی۔ بقیہ فوج کے حوصلے پست ہو گئے۔ بابر نے ایک ولولہ انگیز تقریر سے فوج کا جذبہ اسلامی جگایا۔[126] اس نے کہا۔ "دنیائے اسلام کے تمام حکمران کہیں گے کہ ایک بادشاہ نے اپنی جان کے خوف سے سلطنت کو چھوڑ دیا۔"[127] اس نے خود شراب پینے سے توبہ کی اور تمام برتن توڑ دیئے۔ اور تمام فوجیوں سے قسم لی کہ وہ جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ بابر نے توپ خانہ کو حکم دے کر حملہ شروع کیا۔ وہ خود ہمیشہ کی طرح شیر بن کر لڑا اور راجپوتوں پر فتح حاصل کی۔ بابر نے اس فتح کے بعد غازی کا لقب اختیار کیا۔[128]

اس طرح تمام شمالی ہندوستان پر بابر کا قبضہ ہو گیا۔ اس نے اپنی تمام توجہ انتظامی اصلاحات کی طرف موڑ دی۔ ملک کو کئی جاگیری حصوں میں بانٹ دیا۔ ان کو اپنے افسروں کی تحویل میں دے کر سول اختیارات بھی دے دیئے۔ پرانے مالکانِ اراضی کو نہیں چھوا۔ وہ اپنی زمینوں پر بدستور قابض رہے۔

خلیفہ نظام الدین، اس کا وزیرِاعظم تھا۔ اس کے ذریعہ محکموں کے اعلیٰ افسروں سے رابطہ رکھتا تھا۔ بابر نے افغانوں اور راجپوتوں کو اعلیٰ عہدے دیئے۔ دلاور خان لودھی کو خان خاناں کا لقب عطا کیا۔ راستوں کو محفوظ بنایا اور ڈاک کی چوکیاں ہر ۱۵ میل پر قائم کیں۔ مقامی افسروں کو بہت اختیارات دیئے تاکہ موقع پر رعایا کی تکلیفات دور کر سکیں۔[129] حمام اور عمارتیں تعمیر کروائیں۔ نہروں کے ذریعے پانی مہیا کر کے زراعت کو ترقی دی اور تفریحی باغات لگوائے۔

بابر نے ہندوؤں سے رشتہ داریاں قائم کیں۔ اپنے بیٹے ہمایوں اور کامران کی

نہال دیاں مدینی دادا کی بیٹیوں سے کیں۔ رانا سانگا کے لڑکے کو اعلیٰ عہدے پر فائز کیا[۱۳۰]
بابر کے بعض مقامی افسر اعلیٰ اختیارات حاصل ہو جانے کی وجہ سے رشوت خور بھی
ہو گئے تھے۔

بابر نے ابراہیم لودھی کے ایک باورچی کو اپنے لئے منتخب کیا۔ اس کا علم جب
ابراہیم کی والدہ کو ہوا تو اس نے باورچی سے رابطہ قائم کر کے بابر کو زہر دلوانے کی
کوشش کی۔ بروقت علم ہو جانے کی وجہ سے بابر کی جان بچ گئی۔ زہر جو اس نے
چکھا تھا اس کا اثر قائم رہا۔ عام خیال کے مطابق بابر کی موت اسی زہر کا اثر تھا۔
بابر نے باورچی کی کھال کھچوا دی اور بدنصیب عورت کو قلعہ میں بند کروا دیا اور
تمام مراعات واپس لے لیں۔[۱۳۱]

بابر نے اپنے وزیر خلیفہ نظام الدین کے ساتھ مل کر ہندوستان کی حکومت کی جانشینی
کے لئے مہدی خواجہ یا محمد زمان مرزا کو نامزد کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔
ماہم بیگم نے کابل سے آگرہ پہنچ کر اپنے بیٹے ہمایوں کے لئے راہ ہموار کر لی۔ جب ہمایوں
بیمار ہوا تو بابر نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر اس کی صحت کے لئے دعا کی۔ جو اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں منظور ہو گئی۔ ہمایوں کو صحت ہوئی اور بابر کی بیماری بڑھتی گئی۔ بابر نے
ہمایوں کو جانشین مقرر کیا۔ اور بھائیوں سے اچھا سلوک کرنے کی نصیحت بھی کی۔

بابر نے ۴۸ سال عمر پائی۔ ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء کو اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس نے
۳۶ سال حکمرانی کی۔ ہندوستان پر اس کی حکومت صرف پانچ سال رہی۔ اس کی عمر
کا بیشتر حصہ جنگوں میں گزرا۔[۱۳۲]

بابر کو آگرہ میں دفن کیا گیا۔ بیگم ماہم نے اس کی قبر پر مقبرہ بنوایا۔ اس کی دوسری
بیگم مبارکہ نے اس کے جسم خاکی کو کابل کے مضافات میں اس کی خواہش کے مطابق

دوبارہ دفنایا۔

بابر پیدائشی فوجی حکمران تھا۔ اس نے فوجی زندگی اپنی عمر کے گیارہویں سال سے شروع کی۔ وہ شاہسواری اور مہم جوئی کا دلدادہ تھا۔ جنگ میں اپنی افواج کے ساتھ عملی حصہ لیتا۔ بابر میں فوجی قیادت کے اعلیٰ اوصاف موجود تھے۔ وہ دشمن کی غلطیوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ وہ جنگ میں شکست یا دوسری تکلیفوں سے نہ گھبراتا۔ بابر نے فوج میں اعلیٰ ڈسپلن قائم کیا۔ فوج کی ضروریات ہر حالت میں پوری کرتا تھا۔ بابر نے تلوار اور تیر کا استعمال مغل تاتاریوں سے سیکھا۔ بارود کا عثمانی ترکوں سے۔ بابر کا شمار دنیا کے مشہور فاتحین میں ہوتا ہے۔ مغربی مؤرخین نے اُسے "شیر" کا خطاب دیا۔

سپہ گری کے علاوہ بابر کو شعر گوئی اور تحریر پر بھی عبور حاصل تھا۔ اس نے اپنی سوانح حیات ترکی زبان میں لکھی۔ اس کی تحریری سچائی کو دنیا نے بہت پسندیدگی سے دیکھا۔ وہ اعلیٰ شخصیت کا مالک تھا۔ بابر بہت سخی اور ایماندار بادشاہ تھا۔ اس نے جتنی دفعہ بھی دولت حاصل کی اپنی افواج، رشتہ داروں اور رعایا میں بانٹ دی

بابر کی وصیّت ہمایوں کے نام

فرزندِ من ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے، کہ اس نے تمہیں اس ملک کا بادشاہ بنایا اس لئے مندرجہ ذیل باتوں کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیئے

۱۔ مذہبی تعصّبات کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دینا۔ رعایا کے مذہبی جذبات اور رسومات کا خیال رکھتے ہوئے سب لوگوں کے ساتھ یکساں انصاف کرنا۔

۲۔ گاؤکشی سے بالخصوص پرہیز کرنا تاکہ رعایا کے دلوں میں تمہارے لئے جگہ بنے اور اس طرح احسانمندی و شکریہ کی زنجیر سے تمہارے گرویدہو جائیں۔

۳۔ کسی قوم کی عبادت گاہ مسمار نہیں کرنا چاہیئے۔ تاکہ تمام مذاہب کے تعلقات دوستانہ رہیں۔

۴۔ اسلام کی اشاعت ظلم وستم کی تلوار کے مقابلے میں لُطف واحسان سے بہتر ہو سکے گی۔

۵۔ شیعہ سُنی اختلافات کو نظرانداز کرتے رہنا کیونکہ اس سے اسلام کمزور ہوتا ہے۔

۶۔ اپنی رعیّت کی مختلف خصوصیات کو سال کے مختلف موسم سمجھنا تاکہ حکومت بیماری اور ضعف سے محفوظ رہے۔

تیموری مغلوں کی رشتہ داریاں

ابوسعید مرزا کی بیوی اور بلگاہ ترخان کی لڑکی سے سلطان احمد مرزا پیدا ہوا۔

سلطان احمد مرزا بن ابوسعید مرزا اور اس کی بیوی حبیبہ بیگم ارغون ترخان کی بیٹی معصوم بیگم کی شادی بابر مرزا سے ہوئی۔

بابر مرزا اور معصوم بیگم کی بیٹی معصومہ کی شادی محمد زمان مرزا بن بدیع الزمان مرزا سے ہوئی۔

حسین مرزا بائیقرا کی شادی ابوسعید مرزا کی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے ہوئی۔

آکا بیگم جو سلطان حسین مرزا بائیقرا کی پھوپھی تھی کی شادی سلطان احمد مرزا سے ہوئی۔

منصور مرزا بن بائیقرا مرزا بن عمر شیخ مرزا بن امیر تیمور کی شادی فیروزہ بیگم سے ہوئی تھی جو میراں شاہ بن تیمور کی پڑپوتی اور سلطان حسین بائیقرہ والئے ہرات کی والدہ تھی۔

ہمایوں بادشاہ کی شادی مرزا عیسٰے ترخان حاکم سندھ کی بیگم بیگہ بیگم سے ہوئی تھی۔

کامران بن بابر مرزا کی شادی ماہ چوچک بیگم بنت شاہ حسن ارغون ترخان سے ہوئی۔

اکبر اعظم کی شادی سندھی بیگم بنت مرزا باقی ترخان سے ہوئی۔

خسرو بن جہانگیر کی شادی مرزا جانی بیگ ترخان کی بیٹی سے ہوئی۔

محمد مقیم بن ذوالنون ارغون والئے قندھار کی شادی الغ بیگ بن ابوسعید مرزا کی بیٹی سے ہوئی۔

حیدر مرزا بن سلطان حسین بائیقرا کی شادی سلطان محمود مرزا کی بیٹی بیگہ بیگم سے ہوئی۔

ابراہیم مرزا بائیقرا کی شادی گل رخ بیگم بنت کامران مرزا سے ہوئی۔

مظفر مرزا بن ابراہیم مرزا بائیقرا کی شادی اکبر اعظم کی بیٹی سے ہوئی۔

جہانگیر بادشاہ کی شادی نور النساء بیگم بنت ابراہیم مرزا بائیقرا سے ہوئی۔

حواشی

۱۔ اکبر نامہ صہ ۱۶۴ تا صہ ۱۶۸

۲۔ چنگیز خان۔ ہیڑ لیم صہ ۶۵ چنگیز خان نے ان تمام ساتھیوں جنہوں نے تودہ چنگیزی (چنگیزی قوانین) اپنا کر اس کا ساتھ دیا۔ مغل کہلانے کا حق بخشا۔

۳۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم صہ ۵۷-۲۱-۲۰،۱ اور صہ ۵-۲۵۴ ۔ تاریخ رشیدی صہ ۵۵

۴۔ مغلیہ دور حکومت خافی خاں صہ ۴ ۔ لائف آف چنگیز خان دی گریٹ انگریزی صہ ۶

(ترجمہ) مغلستان کے دور افتادہ علاقے کے رہنے والے تھے۔ ان کے سرداروں نے "ارکنہ قون" نامی پہاڑوں پر لوہے کی فیکٹریاں لگا رکھی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کی خوب عزت اور شہرت تھی۔ اپنی ایجادات کی بنا پر ان کے ملک اور قوم کا نام روشن ہوا۔ اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ اسی لئے "ارکنہ قون" کے مغل لوہار بہت مشہور ہوئے۔

۵۔ چنگیز خان ہیرالڈ لیم صہ ۴۲ ۔ تزک تیموری صہ ۱۲۶

۶۔ تاریخ رشیدی صہ ۱۵۲ اور صہ ۱۵۴

۷۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم (اردو) صہ ۲۰ تا صہ ۲۲۔

۸۔ تاریخ رشیدی صہ ۱۱۵ ، چنگیز خان ہیرالڈ لیم صہ ۵-۹۴۔

۹۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم صہ ۹۷

۱۰۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم صہ ۶۰ تا صہ ۶۷-۱۰۱۔ تاریخ رشیدی اول صہ ۵۴-۲-۱۰ مغلیہ دور خافی خان صہ ۴۵ ۔ تزک تیموری صہ ۲۸ ۔ اکبر نامہ صہ ۳۰-۱۸۷-۱۹۷

چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۱۸-۴۴

۱۲۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۶۰ تفصیل توزہ چنگیزی لف ہے۔

۱۳۔ طبقاتِ ناصری دوم ص ۱۷۰-۱۱ اور ۱۸۱

۱۴۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۵۹

۱۵۔ طبقات ناصری اوّل ص ۵۶۲

۱۶۔ طبقات ناصری دوم ص ۱۲۰، طبقات ناصری حصّہ دوم ص ۵۶۲ کے مطابق قدر خان نے محمد شاہ خوارزم کو مال کی کثرت کا ذکر کر کے اس کے حاصل کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت مل جانے کے بعد ہی قدر خان نے اس مقصد کے لئے سفیر اور تاجروں کو قتل کیا۔

۱۷۔ طبقات ناصری حصّہ اول ص ۵۶۵ سلطان محمد شاہ خوارزم جزیرے سے باہر آیا اس کے معدے میں تکلیف تھی۔ اسی عارضے میں ۶۱۷ھ میں وفات پائی۔

۱۸۔ طبقاتِ ناصری ص ۵۶۳ (امام رکن الدین نے اپنی شہادت سے پہلے فارسی رباعی میں اقرار کیا کہ یہ سفیر اور تاجروں کا قتل ہے کہ چنگیز خان نے قتل عام مسلم کیا۔

۱۸۔ طبقاتِ ناصری دوم ص ۱۸۹

۱۹۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص ۱۸۱ تا ص ۱۸۹

۲۰۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص ۱۸۵ تا ص ۱۸۹

۲۱۔ اکبر نامہ جلد اوّل ص ۱۹۷

۲۲۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۹۳ تا ۱۰۰

۲۳۔ محمدن پاور اِن انڈیا ص ۶۸ ۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۹۷ اور ص ۱۸۴

۲۴۔ تاریخ رشیدی دوم ص ۳۰-۳۱ اور ۲۹۳

۲۵۔ طبقاتِ ناصری حصّہ دوم ص ۱۸۶ ۔ ۲۱۱

۲۶۔ طبقاتِ ناصری دوم ص۲۲۲ ۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۱۰۷

۲۷۔ محمڈن پاور ان انڈیا ص۶۸

۲۸۔ محمڈن پاور ان انڈیا ص۶۷

۲۹۔ طبقاتِ ناصری حصہ اوّل ص۲۰۶ ، اور ۲۱۷ تا ۲۱۹ ۔ تاریخ رشیدی ص۳۰ ۔ ۳۲

۳۰۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص۲۴۲ و ۲۲۶ ، ۲۲۷

۳۱۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص۲۳۷

۳۲۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۰۱ ۔ طبقات ناصری ص۲۱۲ ، ۲۲۰

۳۳۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۱۹۳ ، ۱۹۷ تا ۲۰۰ اور ۲۰۲

۳۴۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم ص۲۴۷ ۔

۳۵۔ طبقاتِ ناصری دوم ص۲۴۷ ۔ ۲۵۴

خلیفہ کی صاحبزادی جب سمرقند پہنچی تو اس نے تاتاریوں کے قافلے کے سردار قثم بن عباس کے روضے کی زیارت کی اجازت لی ۔ معصومہ نے روضہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور دُعا کی کہ اس کی جان لے لی جائے تاکہ اُسے غیر محرموں سے نجات ملے ۔ دُعا کے ساتھ ہی اس کی روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گئی ۔

۳۶۔ تاریخ رشیدی ص۳۷

۳۷۔ تاریخ رشیدی حصہ اوّل ص۶ تا ۹

۳۸۔ تاریخ رشیدی حصہ اوّل ص۵

۳۹۔ تاریخ رشیدی حصہ اوّل ص۱۳

۴۰۔ تاریخ رشیدی حصہ اوّل ص۱۴ تا ۱۵

۴۱۔ امیر تیمور اردو ہیرلڈلیم ص۲۹ ۔ گذشتہ سو سالوں سے چغتائیوں کی گرفت ماوراالنہر کے علاقے پر ڈھیلی پڑ گئی تھی ۔ صوبے دار یکے بعد دیگرے خود مختار

ہو چکے تھے۔

۴۲۔ تاریخ رشیدی ص۱۷ تا ۲۰

۴۳۔ تزک تیموری ص۳۰

۴۴۔ تاریخ رشیدی ص۹۔۴۸

۴۵۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۳۹

۴۶۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۳۸ تا ۴۰ اور ۵۱

۴۷۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۳۹ اور ۵۱ تا ۵۷

۴۸۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۳۷

ولیس خان کے دو بیٹے تھے۔ عیسےٰ بگا خان اور یونس خان۔ امراء نے عیسےٰ بگا کو خاقان بنا لیا۔ اس لئے یونس خان سمرقند چلا گیا۔ جہاں الغ مرزا حکمران تھا۔ اس نے یونس خان کو اپنے باپ شاہرخ مرزا کے پاس ہرات بھیج دیا۔ شاہرخ مرزا نے اس کی پرورش کی اور اچھی تعلیم دلوائی۔ مغلوں میں یونس خان سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا۔ ابوسعید مرزا جب برسر اقتدار ہوا تو اس کو اپنی شرقی سرحد پر عیسےٰ بگا سے شکایت اور خطرہ رہتا تھا۔ ابوسعید مرزا نے مدد کر کے یونس خان کو کاشغر میں خاقان بنوا دیا۔ یونس خان نے اپنی تین بیٹیوں کی شادیاں ابوسعید مرزا کے تین بیٹوں سے کر کے ان سے رشتہ داری پکی کر لی۔ اس طرح یہ علاقہ دو خود مختار ریاستوں میں بٹا رہا۔

۴۹۔ تاریخ رشیدی ص۹۸ تا ۱۰۳۔

بعض مغل اور چغتائی حکومت کے امور سے علیحدہ ہو کر مقامی آبادی میں شادیاں اور رہائش اختیار کر لینے کی وجہ سے ترکی زبان بولنے لگے اور ترک کہلائے۔

۵۰۔ تاریخ رشیدی ص۳۲

۵۱۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۹۴-۵
۵۲۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم ص ۲۲-۵
۵۳۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۵۶-۵۷ اور ۷۴
۵۴۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۹۷
۵۵۔ تاریخ رشیدی ص ۷۱، امیر تیمور ہیرلڈ لیم ص ۱۱۵
۵۶۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۷۲-۳
۵۷۔ تاریخ رشیدی ص ۱۱۵
۵۸۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۶۰ تا ۶۲
۵۹۔ تاریخ رشیدی ص ۵۷-۳۲
۶۰۔ مغلیہ دور اوّل ص ۴ ۔ تاریخ رشیدی ص ۵۵-۵۷
۶۱۔ تاریخ رشیدی ص ۵۵ ۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم ص ۲۰-۲۱
۶۲۔ مغلیہ دور اوّل ص ۹
۶۳۔ تاریخ رشیدی ص ۵۴-۵
۶۴۔ چنگیز خان ہیرلڈ لیم ص ۷۳
۶۵۔ اکبر نامہ ابو الفضل ص ۲۰۵ ۔ نام والدہ نگینہ خاتون
۶۶۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم ص ۱۷-۸، ۲۲، ۳۷، ۲-۳۱، ۳۹ تا ۴۴، ۲۴۱ ۔
تزک بابری ص ۳
۶۷۔ امیر تیمور ہیرلڈ لیم ص ۶۲
۶۸۔ تاریخ رشیدی ص ۴۲-۳
۶۹۔ تزک تیموری ص ۸۴ تا ۹۲ ۔ تاریخ رشیدی ص ۳۷-۸، ۴۳، ۴۶
۷۰۔ اکبر نامہ ابو الفضل ص ۲۰۸

۷۱۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۵۱ ۔ طبقات ناصری حصہ دوم ص۲۶۲ ۔ ۷۴

۷۲۔ طبقاتِ ناصری حصہ دوم اردو ص۳۷ اور ۲۶۲

۷۳۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۱۱۰-۱۲۰، اور ۱۲۵ تا ۱۲۷

۷۴۔ تاریخ رشیدی ص۵۴ ۔ تزکِ تیموری ص۱۴۲ (خضر خواجہ کی بیٹی کا نام "توکل خانم" تھا)

۷۵۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۶۴

۷۶۔ تزکِ تیموری ص۲۸

۷۷۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۶۷ ۔ تزکِ تیموری ص۵۰، ۷۳، ۷۷، ۷۸

۷۸۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۱۲

۷۹۔ تزکِ تیموری ص۱۰ - ۱۵۲

۸۰۔ تزکِ تیموری ص۷۳ تا ۷۷ اور ۱۲۵ تا ۱۲۷

۸۱۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۱۳

۸۲۔ مغلیہ دور ص۵۴ (تاریخ وفات ۲۱ اپریل ۱۴۰۸ء)

۸۳۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۵ - ۱۳۴

۸۴۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۱۳، ۲۱۸ ۔ تاریخ رشیدی ص۵۴

۸۵۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۱۴

۸۶۔ تاریخ ایران ص۴ - ۶۵۳

۸۷۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲ - ۲۳۰

۸۸۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۳۵ ۔ تاریخ ایران ص۶۵۲

۸۹۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۳ - ۲۲۲

۹۰۔ امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۳۴ ۔ تاریخ ایران ص۳ - ۶۵۲

۹۱۔ تاریخ رشیدی ص۵۹۔
امیر تیمور ہیرلڈلیم ص۲۳۶
۹۲۔ تاریخ ایران ص۵۔۶۵۴
۹۳۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۱۶
۹۴۔ تاریخ ایران ص۶۵۶
۹۵۔ مغلیہ دور خانی خان ص۵۹
۹۶ تاریخ ایران ص۶۵۶
۹۷۔ تاریخ رشیدی ص۵۔۸۴
(تاریخ پیدائش ۱۴۱۶ء)
۹۸۔ تاریخ رشیدی دوم ص۶۴، ۸۳ تا ۸۵، ۵۔۹۴، ۱۱۴
اور ۱۷۲۔
۹۹۔ تاریخ رشیدی ص۹۳
۱۰۰۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۱۱۸
۱۰۱۔ تاریخ رشیدی اوّل ص۱۲۱
۱۰۲۔ تاریخ رشیدی ص۱۶۶ تا ۱۷۲ اور ۴۔۲۳۳۔
۱۰۳۔ مغلیہ دورِ حکومت خانی خان ص۵۸
۱۰۴۔ ہمایوں نامہ ص۸۴
اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۲۴
۱۰۵۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۵۔۲۲۴
(بابر ۱۰ر جون ۱۵۹۴ء میں تخت نشین ہوا۔
۱۰۶۔ بابر نامہ انگریزی ص۴۳۔۴۵

۱۰۷۔ مغلیہ دور حکومت خافی خان ص۶۲ (بجائی جہانگیر) ۔

۱۰۸۔ بابر نامہ انگریزی ص۸۶ - ۸۹

۱۰۹۔ بابر نامہ انگریزی ص۱۱۴

۱۱۰۔ بابر نامہ " ص۶ - ۱۲۵

۱۱۱۔ بابر نامہ انگریزی ص۱۴۴ - ۱۴۷ - ۱۵۷

۱۱۲۔ بابر نامہ انگریزی ص۱۸۴

۱۱۳۔ محدن پاور ان انڈیا انگریزی ص۲۴

۱۱۴۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۲۲۸

۱۱۵۔ بابر نامہ انگریزی ص۸ - ۳۲۷

۱۱۶۔ تاریخ رشیدی ص۴ - ۲۳۳

محدن پاور ان انڈیا ص۲ - ۳۱

۱۱۷۔ محدن پاور ان انڈیا ص۳۲

تاریخ رشیدی ص۲۳۹

۱۱۸۔ تاریخ رشیدی ص۲۴۷

۱۱۹۔ تزکِ بابری ص۲ - ۱۴۱

۱۲۰۔ بابر نامہ ص۳۷۰

(باجوڑ کے باشندے اسلام دشمن تھے۔ انہوں نے اپنے ہاں تمام مسلمان ختم کر دیئے تھے۔ اور عجیب قسم کے خیالات رکھتے تھے۔ اس لئے وہاں قتلِ عام کا حکم دیا۔ شاہ منصور کی بیٹی مبارکہ بیگم کی شادی بابر مرزا سے ہوئی۔

۱۲۱۔ بابر نامہ انگریزی ص۵۴؟

۱۲۲۔ اکبر نامہ ابوالفضل ص۶ - ۲۴۵ -

بابر نامہ ص۴۷۳ تا ۴۷۵ (تاریخ فتح ۲۰ اپریل ۱۵۲۶ء)

۱۲۳۔ بابر نامہ ص۵۲۲

ہمایوں نامہ حصہ دوم ص۱۵۲۔

محمدن پاور ان انڈیا ص۴۸-۴۹

۱۲۴۔ بابر نامہ ص۵۲۴-۵۲۵

محمدن پاور ان انڈیا ص۵۰

۱۲۵۔ مغلیہ دورِ حکومت خافی خان ص۵۸

۱۲۶۔ بابر نامہ ص۵۵۷

۱۲۷۔ محمدن پاور ان انڈیا ص۵۵

۱۲۸۔ بابر نامہ ص۵۷۰-۵۷۵ (فتح ۲۹ مارچ ۱۵۲۷ء کو نصیب ہوئی)

محمدن پاور ان انڈیا ص۵۸-۵۹

۱۲۹۔ ہمایوں نامہ حصہ دوم ص۱۸۲

۱۳۰۔ تزکِ بابری ص۲۵۵-۲۵۶

۱۳۱۔ بابر نامہ ص۵۴۲-۵۴۳

ہمایوں نامہ حصہ اوّل ص۳۶ اس کا نام بواہیگم تھا۔ کابل جاتے ہوئے دریائے سندھ میں کود کر جان دے دی۔

۱۳۲۔ بابر نامہ ص۷۰۱ تا ۷۰۷۔

ہمایوں نامہ ص۱۸۵۔

۱۳۳۔ ہمایوں نامہ حصہ دوم ص۱۸۵ ، بابر نامہ ص

مغلوں کے متعلق مستند ماخذ کی فہرست

ماخذ خصوصی۔ طبقاتِ ناصری مصنف منہاج سراج

لاہور مئی ۱۹۸۵ء مترجم (اردو) غلام رسول مہر

ہسٹری آف دی مغلز آف سنٹرل ایشیا (تاریخ رشیدی)

کرزن پریس۔ نیویارک ۱۹۷۲ء مصنف۔ مرزا حیدر دوغلت)

تاریخ نامہ ہرات۔ تالیف۔ سیف بن محمد۔ مترجم۔ پروفیسر سلطان الطاف علی)

تزکِ تیموری۔ ترجمہ:۔ سید ابوالہاشم ندوی (بی اے)

امیر تیمور۔ مصنف ہیرلڈ لیم۔ مترجم۔ بریگیڈیر گلزار احمد۔ لاہور ۱۹۶۸ء

بابر نامہ (ترکی) (انگریزی ترجمہ۔ اینٹ ایس بیورج)

اکبر نامہ۔ مصنف ابوالفضل۔ مترجم انگریزی۔ ایچ بیورج (آئی۔ سی۔ ایس)

ہمایوں نامہ۔ مصنف گلبدن بیگم۔ مترجم۔ رشید اختر ندوی

تزکِ جہانگیری۔ ترجمہ۔ اعجاز الحق قدسی

تاریخ مغلیہ۔ مصنف محمد الیاس مرزا۔

ترخان نامہ (فارسی) مصنف۔ سید میر محمد بن سید جلال ٹھٹھوی

ظہیر الدین محمد بابر۔ مصنف۔ ال۔ ایف۔ رش بروک ولیمز

(ترجمہ۔ ڈاکٹر رفعت بلگرامی)

معمولی ماخذ۔ تاریخ سندھ۔ تاریخ طاہری۔ مرآۃ الانساب۔ تاریخ معصومی۔

روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ تاریخ ایران۔ مغلیہ دور

مغل القابات

۱ - خاقان۔ مغلوں میں جو تخت نشین ہوتا۔ خاقان کہلاتا تھا۔ "بڑا خان"۔ حکمرانِ اعلیٰ۔

۲ - ترخان - ترکے معنے افضل یا اعلیٰ ۔ یہ لقب اعلیٰ فوجی کارکردگی دکھانے پر دیا جاتا تھا۔ مغلوں کے قبیلے کا نام تھا۔

۳ نوئیاں کے معنی امیر۔ کچولا بہادر کی اولاد نے اپنایا۔

۴ - گورگان کے معنی داماد۔ امیر تیمور نے لقب اپنایا۔

۵ - مرزا - امیر تیمور اپنے بیٹوں کو امیر زادے پکارتا تھا۔ مگر اس کی اگلی پشت میں سب حکمرانوں نے لقب مرزا اختیار کیا۔ (امیر زادہ کا مخفف)

۶ - بیگ - مغل حکمران یہ خطاب کم درجہ کارکردگی پر دیا کرتے تھے۔

۷ - دلائی لامہ - تبت کے مغل حکمرانوں نے یہ لقب اختیار کیا۔

۸ - ختن یا کیتھے - منچوریا کے مغل حکمرانوں نے یہ لقب اختیار کیا۔

۹ - ایل خان - ہلاکو خان اور اس کی اولاد نے ایران میں یہ لقب اختیار کیا۔

۱۰ - لوہ آر - جو بعد میں لوہار ہوگیا۔ جس کے معنی جنگجو اور بہادر۔ جب مغلوں نے لوہے سے ہتھیار سازی شروع کر دی تو اس کام کو پیشہ بنا لینے والوں نے لوہار لقب اختیار کیا۔ لوہار مغلوں کا قدیمی ایک نام تھا۔

۱۱ - تیمور کے معنی لوہار ہیں - یہ نام مغل فخریہ طور پر استعمال کرتے تھے۔

قاضی محمد اقبال چغتائی باآیقرہ